

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلياً

عکس دروں

صفحہ نمبر	مضمون نگار	عنوان مضمون	سلسلہ مضامین
3	اداریہ	رمضان کے لیے بہترین منصوبہ بندی اور نظام الاوقات کی پابندی	صدائے حسن
7	مفتی محمد اسماعیل نیاز	ماہ رمضان..... اللہ کا قرب حاصل کرنے کا مہینہ	احکام رمضان
13	انتخاب: مولانا عاطف شاہ	رمضان کی فضیلت..... چند معتبر احادیث مبارکہ	
17	مفتی محمد فہیم اللہ	کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے؟	
24	مفتی عاطف شاہ	روزہ توڑنے کے لیے شرعی اعذار	
26	مفتی ابو محمد عثمانی	تراویح کی فضیلت اور احکام	
30	مولانا ابو محمد حسان شاہ	صبر کیسے پیدا ہوتا ہے؟ (تینتیسویں قسط)	اسلامی زندگی
35	مفتی غلام اللہ صاحب	وہ اعذار جن کی وجہ سے آپ روزہ نہ رکھیں	بیانات جمعہ
40	=====	اپنے معاملات درست کریں	
45	مولانا محمد عثمان	ایصال ثواب کا جواز و عدم جواز	تحقیقی مقالات
53	مفتی حمید اللہ جان	کمپنی کے ملازم اور وکیل کا کمپنی پر مال بیچنا	دارالافتاء
56	مولانا امجد علی حقانی	اعلان داخلہ	اخبار جامعہ

زیر سالانہ اندرون ملک: 300 روپے۔ زیر سالانہ بیرون ملک: 20 ڈالر

ای میل ایڈریس: Muftifahim@gmail.com // atifshah336@gmail.com

ویب ایڈریس: www.alhasan.org

اکاؤنٹ نمبر: میزبان بینک: 8101.0100843213 // MCB : 284.1002564

رمضان کے لیے بہترین منصوبہ بندی اور نظام الاوقات کی پابندی

رمضان کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے لیے اچھی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پل پل سے منصوبہ بندی جھلکتی ہے، دنیا پر مسلمانوں نے بہترین حکمرانی اگر ایمانی جذبے، اخلاص اور توکل سے کی تو دوسری طرف اچھی منصوبہ بندی بھی شامل تھی۔ قرآن کریم میں بہتر منصوبہ بندی اور کام سے پہلے اس کی تیاری کے بارے میں رہنما اصول یہ آیت ہے:

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً ۗ وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاتَهُمْ فَطَبَّقَهُمْ وَقِيلَ افْعَلُوا مَعَ الْعَالَمِينَ﴾ (التوبة)

ترجمہ: اگر ان (منافقین) کا ارادہ نکلنے کا ہوتا تو اس کے لیے انہوں نے کچھ نہ کچھ تیاری کی ہوتی، لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند ہی نہیں کیا، اس لیے انہیں سست پڑا رہنے دیا اور کہہ دیا گیا کہ جو (اپنا حق ہونے کی وجہ سے) بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان کا کوئی عذر اس وقت مانا جاسکتا ہے، جب اس نے اپنی طرف سے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش اور تیاری پوری کی ہو، لیکن کسی قسم کی تیاری اور کوشش کے بغیر یہ کہہ دینا کہ ہم معذور ہیں، قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اچھی منصوبہ بندی اور نظام الاوقات کی پابندی ان دونوں کاموں (تیاری اور کوشش) کو آسان بنا دیتی ہے۔

رمضان کی منصوبہ بندی اور عمل پیرا ہونے کا طریقہ:

ہر شخص کو احساس کرنا چاہیے کہ اس کی زندگی کی ایسی کون کون سی کمزوریاں (گناہ) ہیں جو اس سے نہیں چھوٹ رہیں، رمضان کی برکت سے انہیں چھوڑنے کی کوشش کرے، ایک مہینہ صبح گزرے گا تو اس کی برکت سے باقی 11 مہینے بھی خیریت سے گزریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فرمان ہے کہ اس ماہ کو تبدیلی کا مہینہ بنائیں۔ ماہرین نفسیات کے مطابق کسی بھی عادت کی تبدیلی کے لیے ایک مہینے کا عرصہ کافی ہوتا ہے۔ اپنی غلطیوں، گناہوں اور کوتاہیوں کی فہرست بنانی چاہیے، پھر اس پر سوچنا چاہیے کہ اس سے اجتناب کس طرح ہو سکتا ہے۔ ان اعمال کی بھی فہرست بنانی چاہیے کہ آدمی سال بھر ان کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس سے نہیں ہو پاتا، مثال کے طور پر قیام اللیل (تہجد)..... (چونکہ رمضان میں سحری کے لیے اٹھنا پڑتا ہے، اس لیے تہجد پڑھنا بھی آسان ہو جاتا ہے)..... اس نیت سے پڑھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر مجھے تہجد کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے روزانہ قیام اللیل مانگیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں سب سے بہترین نفل تہجد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ”رات کو ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتے ہیں“۔

رمضان شریف میں اللہ رب العزت کی جانب سے اعلان ہوتا ہے: ”ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ کہ اسے بخش دیا جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ اسے عطا کیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ اس کی توبہ قبول کی جائے“۔

عموماً لوگوں کو اذکارِ مسنونہ کی عادت نہیں ہوتی، اچھے خاصے دین دار لوگ بھی اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ رمضان المبارک میں اذکارِ مسنونہ اور شب و روز کی مختصر دعاؤں کا اس قدر اہتمام کرنا چاہیے کہ عادت پڑ جائے۔ ایک مہینہ، 40 دن ایسی مدت ہے کہ اگر کسی معمول کی پابندی کی جائے تو اس کی عادت پڑ جاتی ہے اور جب عادت بن جائے تو پھر اس کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ان اذکارِ مسنونہ اور ماثورہ کی برکت سے کتنی حدیثیں یاد ہو جائیں گی، کتنی دعائیں یاد ہو جائیں گی، لہذا زندگی میں اطمینان اور سکون آئے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ معمولات کو اس منصوبہ بندی کا حصہ بنائیں، جو نظم آپ مقرر کریں، ان کا باقاعدہ نقشہ اور جدول (Schedule) بنائیں۔ معمولات کا تعین کیجیے، معمولات کی مقدار کا بھی تعین کریں، وقت کا بھی تعین کریں۔ اس پر محنت ہوگی اور وقت خرچ ہوگا تو تبھی رب کائنات کی رحمت کے حق دار بنیں گے۔ بیٹھے بیٹھے ہر چیز بل جائے، ایسا نہیں ہوتا۔ جتنا گڑ ہوگا اتنی مٹھاس ہوگی۔ جب آپ اپنی اصلاح پر توجہ دیں گے، محنت کریں گے، وقت اور توانائی صرف کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور ضابطہ ہے:

﴿يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾ (الشوری: ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کی رہنمائی فرماتا ہے جو انابت یعنی اللہ کی طرف توجہ اختیار کرتا ہے۔
یعنی جو انابت کا طریقہ کار ہو، وہی اختیار کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی بھی اپنے ضابطے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا اس ضابطے پر وعدہ ہے ”بھدی الیہ من ینیب“۔

اگرچہ اللہ رب العزت اس کے پابند نہیں ہیں، کبھی کبھار بغیر سبب کے بھی دیتے ہیں، ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (الشوری: ۱۳)

یعنی اللہ جس کو چاہے دیتے ہیں، کوئی ضابطہ مقرر نہیں۔

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کے جد امجد سید آدم بنوریؒ غیر حافظ تھے، بڑی عمر میں اللہ اللہ کرنے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ ہوئی، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں بڑا ہو گیا ہوں، قرآن حفظ کرنا میرے لیے مشکل ہے، لیکن آپ تو قادر ہیں، پورے قرآن کو میرے سینے میں ڈال دیں، تاکہ میں حافظ ہو جاؤں۔ اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اسی لمحہ ان کے دل میں قرآن محفوظ ہوا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ضابطہ نہیں ہے۔ ﴿یہدی الیہ من ینیب﴾ یہ ضابطہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ضابطے تبدیل نہیں ہوتے۔
﴿لا تبدیل لکلمات اللہ﴾ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس لیے جو انابت اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی رہنمائی فرمائے گا۔

اس بات پر بھی توجہ دیں کہ وہ کون کون سی مشکلات ہیں جو حل نہیں ہو رہی ہیں، اس کے لیے دعا اور تدبیر کرنی چاہیے۔

صلہ رحمی کو بھی اس منصوبہ بندی کا حصہ بنائیں، کیونکہ جب تک بندہ دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس وقت تک اس پر بھی رحم نہیں ہوتا۔ خانہ داری امور میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگاتے، اپنے کام خود انجام دینے کو ترجیح دیتے۔

ملازمین پر شفقت اور کام میں آسانی کو بھی اس مبارک ماہ میں اپنی عادت کا حصہ بنائیے۔ آپ ﷺ نے اپنے خادم انسؓ کو 10 سالوں میں کبھی ڈانٹا بھی نہیں۔ ملازمین کو اس ماہ میں خصوصی طور پر ان کی اجرت بروقت ادا کرنے پر توجہ دیں، تاکہ ان کی ضروریات بروقت پوری ہوں اور ان کی توجہ بھی عبادت کی طرف ہو۔

چند چیزوں سے اجتناب کیجیے :

زبان کی حفاظت کریں، کیونکہ تلوار کے زخم کی مرہم پٹی آسانی سے ہوتی ہے، لیکن زبان کے زخموں کا مرہم اور مداوا نہیں ہوتا۔

موبائل اور انٹرنیٹ کو بقدر ضرورت استعمال کریں، حقیقت تو یہی ہے کہ رب کائنات سے دوری اور حقیقی رشتوں کے مجروح ہو جانے کا سبب یہی برقی رشتے ہیں۔

دوستوں کو بھی نیکی کی دعوت دیں، کم از کم چار پانچ ساتھیوں کو ہر روز نیکی کی تلقین کریں۔ اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا ہوگا اور دعوت الی اللہ کا طریقہ بھی رفتہ رفتہ سمجھ میں آجائے گا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ اس مہینے میں موسلا دھار بارش کی طرح صدقہ فرماتے تھے، اس لیے خود بھی صدقہ کریں اور دوسروں کو بھی بتائیں۔ رفاہی کاموں میں حصہ لینا بھی اس منصوبہ بندی کا حصہ بنائیے۔

رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر گمراہی سے بچیں :

ٹی وی سے پرہیز کریں، رمضان ٹرانسمیشن میں اکثر وہ لوگ دین پر تبادلہ خیال کرتے ہیں، جن کو دین کی ہوا تک نہیں لگی ہوتی، جو بظاہر ہمارے مذہب، ہماری تہذیب و تمدن پر ڈاکا ڈالنے کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟ بے پردہ عورتوں اور شیعہ قسم کے مردوں کا رمضان المبارک میں خصوصی طور پر ٹی وی چینلز پر قبضہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے بھلا دین کی صحیح سمجھ کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

اپنی صحت اور آرام کا بھی خیال رکھیے !

اپنی صحت اور آرام کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے، اس لیے کہ اپنے نفس کا بھی حق ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے آپ کے بیٹے نے پوچھا: ابا جان! آپ قیلولے کے وقت کسی سے کیوں نہیں ملتے؟ آپ نے فرمایا: یہ صحت میری سواری ہے، جب یہ تھک جائے تو آرام چاہتی ہے۔

بہتر منصوبہ بندی ہی انسان کو اچھی سمت کا تعین دیتی ہے، خطرات سے حفاظت کا سبب بنتی ہے، تخلیقی اور اختراعی سوچ پیدا کرتی ہے، جس سے اہداف کا حصول یقینی بنتا ہے، مسلسل ترقی اور بہتری نصیب ہوتی ہے، جو حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ماہ رمضان..... اللہ کا قرب حاصل کرنے کا مہینہ

تحریر: محمد اسماعیل نیاز

رمضان المبارک کا مہینہ ملنا زندگی کی بڑی سعادت ہے، رمضان المبارک ایک خاص مہینہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو لینے کا مہینہ ہے، اللہ کا عرش پہلے آسمان پر آجاتا ہے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ یہ خصوصیت پہلے امتوں میں سے کسی کے لئے بھی نہیں تھی، ان کی روزہ مشقت والا تھا، ایک افطاری سے دوسری افطاری تک ان کے لیے تراویح کی نماز مشروع نہیں تھی، یہ امت محمدیہ کی شان ہے، کہ قرآن سننے کے لئے اور قرآن زندہ رکھنے کے لئے نماز تراویح کا اہتمام بھی ہے۔

رمضان کی آمد:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَتُسَلِّسَلُ الشَّيَاطِينُ" (صحیح بخاری: 3277، صحیح مسلم: 1079)

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

ماہ رمضان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور عنایات بسائے آتا ہے کوئی بھی مسلمان خالص توحید، ایمان، تقویٰ اور اعمال صالحہ کے ذریعے سے اس ماہ فوزان سے خیر کثیر حاصل کر سکتا ہے۔

رمضان کے روزے کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: 183)

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کر دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، (یہ اس لئے) تاکہ تم پر ہیروزگار بن جاؤ۔
مزید فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرہ: 185)
جو اس مہینہ کو پالے اس پر لازم ہے اس ماہ کے روزے رکھے۔

روزے کی اہمیت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كل عمل ابن آدم له إلا الصيام، فإنه لي وأنا أجزي به"

انسان کو ہر عمل کا مقرر کردہ ثواب ملے گا لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (صحیح بخاری: 1904، صحیح مسلم: 1151)

روزے کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ومن صام رمضان إيماناً واحتساباً، غفر له ما تقدم من ذنبه"

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری: 1901)

رمضان المبارک کی تیاری اور اہتمام کے اعمال:

رمضان المبارک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک مہینے کی تیاری ماہ شعبان سے ہی شروع فرمادیتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

دیکھو جس طرح تاجر اپنی تجارت کا سیزن آنے پر نہ صرف خود تیاری کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں تاکہ زیادہ نفع کمایا جاسکے۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ آپس میں تذکرے کیا کریں کہ نیکوں کا موسم آرہا ہے، اللہ پاک کی رحمتیں سمیٹنے کے دن آرہے ہیں، دلوں سے زنگ اتارنے والا

مہینہ آرہا ہے، اللہ پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کرنے کا، جنت کی خریداری کا موسم آ رہا ہے۔ گھروں میں، دفاتر میں اور اپنی تمام مجالس میں اس بات کے تذکرے ہوں کہ ماہ رمضان آرہا ہے۔ اس کے لیے اپنی دنیاوی مصروفیات مختصر کر کے اللہ پاک کی رحمت سمیٹنے کی تیاری کریں، کیونکہ جنت کا راستہ آسان اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

رمضان کا مطلب:

رمضان "رمض" سے ہیں اس کا معنی ہے "جل جانا" جلنے سے چیز ختم ہو جاتی ہے، اس ماہ میں گناہ جل جاتے ہیں مسلمان روزہ رکھنا شروع کر دیتا ہے تو روزہ کی پیاس اور تپش سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

رمضان اور آسمانی علم:

رمضان علم کا مہینہ ہے کیونکہ سارا آسمانی علم رمضان میں اترتا ہے: چاروں آسمانی کتابیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفہ کیم رمضان پر اترے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات ۲/ رمضان پر اترے، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور چھ رمضان پر اترے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل بارہ یا اٹھارہ رمضان پر اترے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم شب قدر میں اترے۔

رمضان کا نام اللہ نے چنا ہے:

اسلامی مہینوں کے نام محرم سے لے کر ذوالحجہ تک تمام کے تمام عرب نے متعین کئے ہیں۔ صرف رمضان کا نام اللہ نے چن رکھا ہے، جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ان الفاظ سے کیا ہے: ﴿شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾

رمضان کی برکات سے کس طرح مستفید ہو:

رمضان المبارک کی برکات سے مستفید ہونے کے لیے درج ذیل امور کا اہتمام ضروری ہے:

- 1: دعاؤں کا خصوصی اہتمام ہو، تاکہ اللہ سے رشتہ استوار رہے۔
- 2: نوافل کی کثرت کے ساتھ ساتھ نمازوں میں بہتری لانے کی ہر ممکن کوشش ہو۔
- 3: قضا نمازوں کی ادائیگی ہو۔
- 4: زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی ترتیب ہو۔

- 5: قرآن مجید کی تلاوت زیادہ سے زیادہ ہو اس کے لئے قرآن پڑھنے کا وقت اور تعداد مقرر کر لے۔
- 6: لین دین کا معاملہ ہو، کسی کا حق ذمہ ہو، کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو حقوق ادا کریں یا پھر معافی مانگ لیں، کیونکہ حقوق العباد کا ادا نہ کرنا اس ماہ کی برکات حاصل کرنے میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔
- 7: قیام اللیل کا اہتمام کرنا، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود نماز تراویح کا اہتمام کرنا ہے۔ خاص طور پر آخری عشرے میں۔
- 8: حسب استطاعت صدقہ و خیرات کرنا۔ کیونکہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے۔
- 9: زبان کی حفاظت اور فضول باتوں سے اجتناب کرنا، تاکہ عبادات رائیگاں نہ جائیں۔
- 10: دل سے اپنے گناہوں پر ندامت اور توبہ کا اہتمام بھی ہوتا کہ رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو، اور رمضان شروع ہوتے ہی قلوب منور ہوتے چلے جائیں۔

رمضان اور تجدید ایمان:

یاد رہے رمضان میں روزہ رکھنے کا اصل مقصد حصول تقویٰ ہے۔ رمضان کی تیاری ایمان کی تجدید کے ساتھ کرنی ہے۔ رمضان میں داخل ہونا ہے ایمان کی بہتری اور قوت کے ساتھ، اپنے ایمان اور دل کا جائزہ لیتے رہنا ہے۔ صحابہ اکرامؓ کو اپنے ایمان کی کمی کا بہت خوف لاحق رہتا تھا، انہیں اپنا ایمان بڑھانے کی بہت فکر ہوتی تھی۔ کیونکہ جتنا زیادہ ایمان ہوگا جنت میں اتنے درجات بلند ہوں گے؛ اس لئے کثرت کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد ہوتا کہ تجدید ایمان مسلسل حاصل ہو جائے۔

رمضان اور قرآن:

اولاً تو قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت ہو ثانیاً قریبی مقام میں دورہ قرآن کی کلاس جوائن کرنے کی کوشش کیجئے، یہ بہت اچھا موقع ہے پورے قرآن کو ترجمہ کے ساتھ سمجھنا۔ مزید یہ کہ تراویح میں قرآن سننے کا شوق اور لگن ہو، لیکن کسی بھی معمولی وجہ سے جماعت نہ چھوڑیں خاص کر وہ لوگ جنہیں قرآن کا زیادہ حصہ زبانی یاد نہ ہو۔

رمضان اور موبائل:

اس مبارک مہینے میں موبائل، واٹس ایپ، فیس بک اگر کوئی استعمال کرتے ہیں، خواہ دعوتی مقاصد

کے لئے ہی، تو اسے بند کر دیں، موبائل اگر بند نہیں کر سکتے تو ایک مہینہ سم کسی بٹنوں والے موبائل میں ڈال دیں، کیونکہ عموماً موبائل کا زیادہ استعمال وقت کا ضیاع ہے۔ ایک طرف رحمتوں اور برکتوں کا نزول تو دوسری طرف موبائل کے استعمال سے نحوست آتی ہے جو ذہن کو مکمل ماؤف کر دیتا ہے پھر عبادات کا مزہ نہیں رہتا۔ دیکھیں! ہر کام اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے، رمضان عبادتوں میں سبقت کا مہینہ ہے تو اسی کی سعی کیجیے۔

اللہ کی طرف سے اعلانات:

اللہ کی طرف سے مسلسل یہ اعلان ہوتے رہتے ہیں:

1: ”هل من مستغفر فاغفر له“

کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟

2: ”هل من تائب فاتوب له“

کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کر دوں؟

3: ”هل من سائل فاعطى له“

کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کر دوں؟

(فضائل رمضان للإبن أبي الدنيا: صفحہ 46، حدیث نمبر: 20)

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات مانگ لیں۔ یہی قبولیت کا مہینہ ہے۔

رمضان اچھی طرح گزاریں:

رمضان کا مہینہ ملنا زندگی کی بڑی سعادت ہے، یہ 30 دن سال کے بقیہ 330 دنوں کے لئے ایک

ٹریٹنگ، ایک پریپریری کورس کے مانند ہیں۔ رمضان قرآن کا اور خود پر محنت کرنے کا مہینہ ہے۔

اسلاف رمضان میں اپنے وقت کا خاص خیال رکھتے تھے، اور کوشش کرتے کہ زیادہ وقت مسجد میں

اور قرآن کے ساتھ گزریں اور دعوتی امور کے بجائے عبادات پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔

آج عموماً لوگ روزہ رکھ لیتے ہیں، تراویح پڑھ لیتے ہیں اور ان دقیق امور کو کافی سمجھنے لگتے ہیں۔

مومن تو سبقت لے جانے والا ہوتا ہے، اللہ کی طرف دوڑنے والا ہوتا ہے، رمضان اللہ تعالیٰ کے مقربین میں

شامل ہونے کا بہترین موقع ہے۔ اسے غنیمت جان کر بہترین طریقے سے اپنی عبادت، قرآن، قیام، نفلی

عبادات کی ترتیب بنائیں اور کوئی بھی لمحہ فضول کاموں میں رائیگاں نہ جانے دیں۔ روزانہ اپنے وقت کا احتساب ضرور کریں کہ آج کتنا وقت قرآن کے ساتھ گزرا اور کتنا دیگر کاموں میں۔ اپنے اذکار کی ترتیب بنائیں کہ کون سے وقت میں کونسا ذکر کرنا ہے، یہ ٹائم اور نمازوں کے حساب سے اچھی تقسیم ہو سکتی ہے۔ تیاری کے طور پر ابھی سے مندرجہ بالا امور پر عمل کرنے کی کوشش کیجیے، اپنا دل صاف کیجیے، معاف کیجئے۔ اور اللہ سے لو لگا لیجئے تاکہ رمضان کے اختتام پر رمضان کے روزوں کا حقیقی مقصد تقویٰ حاصل ہو جائے۔ اور یہی مطلوب و مقصود ہے۔

ماہنامہ ندائے حسن کے سالانہ خریداروں سے گزارش

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ماہنامہ ”ندائے حسن چارسدہ“ کی اشاعت خالص تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ کوئی اور کاروباری مفاد اس کی اشاعت سے مطلوب نہیں۔ چنانچہ مہنگائی کے باوجود 56 صفحات پر مشتمل اس رسالے کی قیمت انتہائی کم (فی شمارہ 30 روپے اور سالانہ خریداری صرف 300 روپے) ہے۔

افادہ عام کی خاطر ہم ”ماہنامہ ندائے حسن“ کے ذریعے پیش بہا قیمتی مضامین شائع کرتے ہیں، اگر تمام سالانہ خریدار اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بروقت اپنی سالانہ رقوم بذریعہ ڈاک یا اکاؤنٹ جامعہ حسن چارسدہ کو بھیج دیں تو وہ بھی ہماری ان تبلیغی کوششوں میں معاون ثابت ہوں گی۔

یاد رکھیے! سالانہ قیمت کی بروقت عدم وصولی سے ادارے پر مالی بوجھ بڑھتا ہے۔ لہذا سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ خریداری کی مدت ختم ہوتے ہی سالانہ قیمت کی ادائیگی کا اہتمام فرما دیا کریں۔ ہر ماہ لفافے پر چسپاں پتے کے ساتھ خریداری مدت کے ختم ہونے کی تاریخ بھی دی جاتی ہے تاکہ یاد دہانی ہو سکے۔ (ملاحظہ: سالانہ خریداری کی رقم اس ایزی پیسہ اکاؤنٹ کے ذریعے بھی بھجوا سکتے ہیں: 0310-9014616)

رمضان کی فضیلت..... چند معتبر احادیث مبارکہ

انتخاب: مولانا عاطف شاہ

(۱): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتَحَّتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلِسِلَتِ الشَّيَاطِينُ .

(البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كله واسعا، الرقم: 9918، صفحہ 364، جلد نمبر 1، مکتبہ لدھیانوی۔)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔“

(۲): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتَحَّتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ .

(النسائی، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، 319/1، الرقم: 0972، مکتبہ لدھیانوی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔“

(۳): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَّةُ الْجِنِّ،

وَعُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ، اقْبَلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ، اقْصِرْ، وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ.

(سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، 260/1،

الرقم: 675، مکتبہ انعامیہ کراچی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک ندادینے والا پکارتا ہے: اے طالب خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا، اور اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ ماہ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔“

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَتَأْكُمُ رَمَضَانَ شَهْرًا مُبَارَكًا فَرَضَ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَتُغْلَقُ فِيهِ مَرَدَّةُ الشَّيَاطِينِ لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ حُرْمِ خَيْرِهَا فَقَدْ حُرِّمَ.

(النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ، 320/1، الرقم:

2106، مکتبہ لدھیانوی۔)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ماہ رمضان آیا۔ یہ مبارک مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور بڑے شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس (مہینہ) میں ایک ایسی رات (بھی) ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس کے ثواب سے محروم ہو گیا سو

وہ محروم ہو گیا۔“

(۵): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

(مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، 1/161، الرقم: 552، مکتبہ لدھیانوی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا، ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کہ انسان گناہ کبیرہ نہ کرے۔“

(۶): وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لَا تَرُدُّ دَعْوَتَهُمْ: الصَّائِمُ حَتَّى يَفْطُرَ، وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ، وَتَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ“

(الترغيب والترهيب، كتاب الصوم، الرقم: 7041)

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: ایک روزہ دار یہاں تک کہ روزہ افطار کرے، دوسرا عادل بادشاہ اور تیسرا مظلوم کی دعا، کہ اللہ اس کو بادلوں سے اوپر لے جاتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دوازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ کچھ مدت کے بعد کیوں نہ ہو۔“

(۷): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ----- هَذَا حَدِيثٌ

صَحِيح (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگی۔“

(۸): ”عن ابی ہریرۃؓ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: قال اللہ عزوجل: کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ، فوالذی نفس محمد بیدہ لخلفۃ فم الصائم أطیب عند اللہ من ریح المسک“ (صحیح مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لیے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے (کہ اس کا ثواب ان اندازوں سے عطا نہیں کیا جاتا) کیوں کہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد و حساب) بدلہ دوں گا، (اور روزے کے میرے لیے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت ہوتی ہے، اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی، اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خالی معدہ کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے۔“

ملفوظات امام احمد بن حنبلؒ

ابن ہانی کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبلؒ کے پاس تھا ایک شخص نے آکر ان سے کہا کہ اے ابو عبد اللہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی آپ مجھے معاف کر دیجیے۔ فرمایا: اگر تم دوبارہ نہ کرو تو معاف ہے۔ (حکمت کے ساتھ اسے معافی بھی دیدی اور آئندہ کے گناہ سے بھی روکا)

(ائمہ اربعہ کے دربار میں: ص: ۱۰۸)

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے؟ مفتی محمد نعیم اللہ

چونکہ روزہ کا رکن ”کھانے، پینے اور جماع سے رُکنا“ ہے، اس لیے جہاں کہیں بھی ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز (شہوتِ بطن یا شہوتِ فرج کی کلی یا جزوی تکمیل) پائی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، چاہے:

☆..... عذر کے ساتھ ہو یا بغیر عذر کے

☆..... اور چاہے قصد و ارادے کے ساتھ ہو یا قصد و ارادے کے بغیر خطا کی وجہ سے۔ خطا سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو روزہ یاد ہو، لیکن اس کا قصد و ارادہ روزہ توڑنے کا نہ ہو، بلکہ بلا ارادہ روزہ ٹوٹ جائے۔

☆..... اور چاہے اپنی مرضی سے ہو یا کسی کے جبر و اکراہ سے

☆..... اور چاہے نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں

☆..... اور چاہے بہ ہوش و حواس ہو یا روزہ رکھنے کے بعد دیوانہ یا بے ہوش ہو گیا ہو۔

بشرطیکہ ان تمام صورتوں میں روزہ یاد ہو یعنی نسیان اور بھولنے کی حالت نہ ہو۔ (بدائع الصنائع:

۲/۵۹۸، حاشیۃ الطحاوی: ص ۵۳۲، الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۰۲)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

بزنیات اور صورتوں کو بیان کرنے سے پہلے تین بنیادی اصولوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جن میں سے

کسی ایک کے ہوتے ہوئے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

پہلا اصول:

حنفیہ کے ہاں نسیان یعنی بھول سے اگر مذکورہ بالا امور کا ارتکاب ہو جائے، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے

گا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: جس شخص نے بھول کر روزے کی حالت میں کچھ کھانی لیا تو وہ اپنا روزہ پورا کر لے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے کھلا پلا دیا۔

حنفیہ کے ہاں اس میں دوسری علت دفع حرج بھی ہے، اس لیے کہ نسیان کا وقوع زیادہ ہوتا ہے۔

دوسرا اصول (شبه نسیان):

شبه نسیان کا مطلب یہ ہے کہ ”جس چیز کا وقوع زیادہ ہو اور اس سے تحرز اور بچاؤ ممکن نہ ہو“ تو اس چیز کا پایا جانا شبه نسیان کہلائے گا؛ لہذا اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، جیسے گردوغبار، دھنوس وغیرہ کا نکلنا۔

تیسرا اصول:

جن صورتوں میں کوئی چیز غیر معتاد اور غیر متعارف طریقے سے منہ یا حلق کے اندر تو چلی جائے یا منی کا اخراج تو ہو جائے، لیکن نہ تو کھانے پینے یا جماع کی صورت ظاہر ہو جائے اور نہ ہی ان اشیاء کا مقصد حاصل ہو جائے یعنی کھانے پینے سے غذا و غذاوی (علاج) کا مقصد اور منی کے اخراج سے قضاء شہوت کا مقصد حاصل نہ ہو سکے؛ تو ایسی تمام صورتوں کے وقوع سے روزے پر کچھ بھی اثر نہیں پڑے گا۔

مذکورہ تین اصول کے بعد درج ذیل اشیاء سے روزہ نہیں ٹوٹے گا:

- (۱) بھول کر کھانے، پینے یا صحبت کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مذکورہ بالا حدیث کی وجہ سے)
 - (۲) غیر اختیاری طور پر مکھی یا مچھر وغیرہ حلق میں داخل ہونا
 - (۳) گردوغبار، دھواں، خوشبو یا بدبو وغیرہ کا منہ یا حلق میں چلے جانا
 - (۴) مضمضہ (کلی) کے بعد پانی کی بقیہ تری کا لعاب کے ساتھ نکلنا اور منہ میں لعاب جمع کر کے نکلنا
 - (۵) دانتوں کے درمیان چنے کے دانے سے کم خوراک کو نکلنا، اگرچہ قصد ہی کیوں نہ ہو۔
- اس کے برعکس چنے کے برابر یا اس سے زیادہ مقدار نکلنا، بارش میں جمائی وغیرہ لیتے ہوئے حلق میں بارش کے قطرات داخل ہونا، مضمضہ و استنشاق میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے حلق میں پانی اتر جانا یا جبر اور اکراہ کی صورت میں کھانا پینا چونکہ قلیل الوقوع ہیں اور ان سے بچنا بھی ممکن ہے، اس لیے ان سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- (۶) روزہ کے دوران احتلام یعنی نیند میں انزال ہو جانا
 - (۷) بھول کر کھانی رہا ہو، اس دوران روزہ یاد آ جائے تو فوراً لقمہ گرانے اور پانی تھوکنے سے روزہ برقرار رہے

- گا۔ اسی طرح سحری کر رہا تھا کہ اس دوران طلوع فجر ہو گیا اور فوراً لقمہ نکال دیا تو روزہ برقرار رہے گا۔
- (۸) روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جب تک کسی مفسد کا ارتکاب نہ کرے۔
- (۹) قے از خود آئی ہو، تو زیادہ ہو یا کم، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر جان بوجھ کر ہو، لیکن منہ بھر سے کم ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- (۱۰) قے خود واپس چلا جائے تو چاہے منہ بھر کے ہو یا کم، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر خود نکل لے اور منہ بھر کے ہو تو بالافتقار روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- (۱۱) رائی یا گندم کے دانے کے برابر چھوٹی چیز منہ میں ڈال کر اس کو چبانا، بشرطیکہ وہ چبانے سے مکمل طور پر منہ میں غائب ہو جائے اور اس کا معمولی اثر بھی حلق تک نہ پہنچے۔ اگر چبائے بغیر نکل لیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔
- (۱۲) ناک میں بلغم تھا، اسے حلق کی جانب کھینچ لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہونٹوں سے اپنا لعاب نکلنا بھی جائز ہے۔
- (۱۳) دانت سے خون نکلا اور حلق میں پہنچ گیا تو اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- (۱۵) آنسوؤں یا پسینے کے ایک دو قطرے منہ میں داخل ہو گئے تو روزہ نہ ٹوٹے گا، لیکن اگر کثیر مقدار میں ہو کہ اس کی نمکینی کا احساس ہونے لگے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، بشرطیکہ اس کو جمع کر کے ایک ساتھ نکل لیا جائے۔
- (۱۶) مسامات کے ذریعے پانی کی ٹھنڈک یا تیل کی چکناہٹ کا جسم کے اندر محسوس ہو جانا مفسدِ صوم نہیں۔
- (۱۷) آنکھ میں دوائی یا سرمہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا رنگ اور ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔
- (۱۸) غسل وغیرہ کے دوران پانی کان میں چلا جائے یا قصداً ڈالا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- (۱۹) عورت کے ساتھ بوس و کنار، ملاصحت، معانقہ اور مباشرت کسی سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ انزال نہ ہو جائے۔ (مختص از بدائع الصنائع: ۱/۲۰۲-۲۰۳)
- (۲۰) انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بھوک پیاس مٹانے کے لیے ہو تو مکروہ ہے۔

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے :

روزہ ٹوٹ جانے کے بعد قضا تو بہر صورت واجب ہوگی، البتہ بعض صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ

بھی لازم ہوگا۔ ذیل میں قضا اور کفارہ کے وجوب کے لیے الگ الگ اصول ذکر کیے جا رہے ہیں۔

کفارہ کے وجوب کے لیے اصول:

(۱) کھانے، پینے یا جماع کی وجہ سے کامل افطار پایا جائے یعنی ”پیٹ اور معدے کی شہوت یا شرم گاہ کی شہوت“ کو کامل طریقے سے پورا کرنا کفارہ کے وجوب کے لیے سبب ہے۔

(۲) روزہ توڑنے کا باقاعدہ قصد و ارادہ ہو۔

(۳) کوئی ایسا عذر موجود نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنا مباح یا ضروری ہو۔

(۴) رات سے یا طلوع فجر سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کی نیت کی ہو۔

(۵) روزہ رمضان کا ہو، اس لیے کہ غیر رمضان کے روزوں میں صرف قضا ہے، کفارہ نہیں۔

(۶) کفارہ واجب ہونے کے بعد عورت کو اسی دن حیض و نفاس نہ آئے۔

(۷) کفارہ واجب ہونے سے پہلے یہ شخص سفر کی حالت میں نہ ہو، اگر سفر کی حالت میں ہو تو صرف قضا واجب ہوگی۔ یاد رہے کہ کھانے، پینے یا جماع کے بعد سفر کرنے کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۸) روزہ اپنی مرضی سے افطار کیا ہو، اکراہ اور زبردستی نہ ہو۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۱۷-۶۲۳، مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی: ص ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۵۱)

قضا اور کفارہ دونوں واجب ہونے کی چند خاص صورتیں:

(۱) بلا عذر اور بلا جبر و اکراہ عمداً کھانا پینا

(۲) ہم بستری فطری راستے سے ہو یا غیر فطری راستے سے، انزال ہو یا نہ ہو، کفارہ بہر صورت واجب ہوگا۔ مرد و عورت اس حکم میں برابر ہیں۔

(۳) کھانے پینے کی جو چیز غذا یا دوا کا کام کرتی ہو، تو اس کی معمولی مقدار کھانے سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

غذا کا مفہوم:

غذا کے مفہوم میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے ہاں غذا وہ چیز ہے، جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور اس سے پیٹ کی شہوت پوری ہو، جب کہ دوسرے فقہاء کے ہاں غذا وہ ہے، جس سے بدن کو کسی درجے میں قوت اور نفع پہنچ جائے۔ اکثر فقہانے پہلی تعریف کو ترجیح دی ہے؛ لہذا مذکورہ تعریف کی رو سے:

(الف)..... ایسی مٹی کھانا جس کو ازراہ علاج یا بطور تلذذ لوگ کھاتے ہوں اور اس کی طرف طبیعت مائل ہو تو اس کا کھانا موجب کفارہ ہے۔

(ب)..... سگریٹ، نسوار (بشرطیکہ اس کے ذرات کا حلق میں جانا یقینی ہو)، بیڑی اور ہر اس چیز سے روزہ فاسد ہو کر کفارہ لازم ہوتا ہے، جس کو لوگ بطور علاج، نشہ یا غذا استعمال کرتے ہوں۔

(ج)..... اپنی بیوی یا محبوب کا لعاب چاٹنا اور نگلنا موجب کفارہ ہے، ان کے علاوہ عام لوگوں کا لعاب نگلنا صرف موجب قضا ہے، اس لیے کہ اول الذکر کی طرف نفس کا میلان ہوتا ہے اور دوسرے کی طرف میلان نہیں ہوتا۔

(۴) نمک کی معمولی مقدار بھی کھانا مختار قول کے مطابق موجب کفارہ ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۰۳، ۲۰۵، مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی، باب ما یفسد بہ الصوم و تجب بہ الکفارة مع القضاء: ص ۵۳۶-۵۳۹)

شبہ کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو سکتا ہے :

اگر کسی شخص نے ایسی چیز کو مفسدِ صوم سمجھ لیا، جس سے حقیقت میں روزہ نہیں ٹوٹتا، اور پھر یہ سمجھتے ہوئے کہ روزہ تو ٹوٹ ہی چکا ہے، کھانا پینا شروع کر دیا تو اس صورت میں قضا تو واجب ہوگی ہی، البتہ کچھ صورتوں میں کفارہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے گمان اور شبہ کا حکم جاننے کے لیے کسی مفتی سے پوچھنا چاہیے۔

صرف قضا واجب ہونے کے اصول اور صورتیں :

کفارہ کی تمام یا بعض شرائط کی غیر موجودگی میں صرف قضا واجب ہوگی۔ کچھ صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) اگر روزہ دار نے کسی ایسی چیز کو کھانی لیا جو عام طور پر نہ غذا کے لیے استعمال کی جاتی ہو اور نہ دوا کے لیے، جیسے: پتھر، عام مٹی، کنکری، روٹی، کاغذ، گوندھا ہوا آٹا، خشک آٹا؛ تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

(۲) ناک یا حلق میں دوائی یا پانی اس طور پر ڈالنا کہ پانی یا دوا اندر پہنچ جائے۔

البتہ کان میں تیل یا دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے اور پانی ڈالنے سے نہیں ٹوٹتا۔ اکثر فقہاء کرام کے ہاں چاہے پانی خود چلا جائے یا قصد اڈال دے؛ بہر صورت روزہ برقرار رہے گا۔ کچھ فقہاء کرام کان میں دوائی یا تیل ڈالنے کی صورت میں بھی روزہ نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں۔ یہ قول اُس صورت میں زیادہ مناسب ہے، جب کان کا پردہ صحیح سالم ہو۔ اگر پردہ پھٹا ہوا ہو تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۳) پیٹ کے زخم میں دوائی ڈالی جائے اور وہ پیٹ تک پہنچ جائے۔

(۴) جمائی یا کسی اور وجہ سے منہ کھولا اور حلق میں مثلاً بارش کا پانی یا اولاً گر گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور قضا واجب ہوگی، البتہ اگر خود ہی قصد انگل لے تو کفارہ بھی واجب ہوگا۔

(۵) وضو یا غسل کے دوران بلا ارادہ پانی حلق میں اتر جائے، جس کو فقہاء خطا سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۶) جبر و اکراہ کی وجہ سے کھانا پینا یا جماع کرنا

(۷) نیند کی حالت میں خود کھانا پینا یا کسی اور کی طرف سے حلق میں پانی ڈالا جانا

(۸) نسیان کی وجہ سے کھانے پینے یا جماع کے بعد افطار کے شبہ کی وجہ سے عمداً کھانا پینا یا جماع کرنا

(۹) ابتدا ہی سے روزہ کی نیت نہ ہو تو کھانے پینے یا جماع سے صرف قضا واجب ہوگی۔

(۱۰) طلوع فجر کا ظن غالب ہونے کے باوجود سحری کرنا

(۱۱) غروب شمس کا غالب گمان کرتے ہوئے افطار کرنا، حالانکہ ابھی غروب کا وقت نہ ہوا ہو۔

(۱۲) عورت کے ساتھ صحبت کے بغیر بوس و کنار کرتے ہوئے انزال ہو جانا

(۱۳) اپنے یا اپنی بیوی کے ہاتھوں منی خارج کرنا

(۱۴) اپنے قصد و ارادے سے دھوئیں وغیرہ کو پیٹ تک پہنچانا موجب قضا ہے، البتہ خمیر اور عود کے دھوئیں اور سگریٹ کے بارے میں علامہ شرنبلالی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ کے بھی قائل ہیں۔

(۱۵) بتکلف منہ بھر کے قہی کرنا یا بتکلف منہ بھر کے قہی واپس نکلنا

(بدائع الصنائع: ۲/۶۲۴، مراقی الفلاح مع الطحاوی: ص ۵۵۳-۵۵۸، الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۰۲-۲۰۴)

قضا اور ”فدیہ کی وصیت“ کے لیے اصول:

(۱) فقہاء کرام کے ہاں اگر کسی شخص کا روزہ عذر کی وجہ سے رہ گیا ہو اور وہ اسی عذر کے دوران مرجائے اور اس کو روزہ رکھنے کی فرصت نہ ملے تو قضا ساقط ہو جائے گی، یعنی قضا کے وجوب کے لیے شرط یہ ہے کہ قضا کے لیے ایسا وقت مل جائے جو شرعی اعذار سے خالی ہو، تاہم اگر فدیہ کی وصیت کر لے تو مستحب ہے۔

(۲) اگر زیادہ روزے عذر کی وجہ سے رہ گئے تھے اور ان سب یا بعض کے بقدر وقت مل جانے کے بعد

موت آگئی تو اب اتنے روزوں کے بدلے فدیہ کی وصیت واجب ہوگی، جتنے روزوں کی قضا کے لیے وقت مل گیا ہو۔

(۳) رمضان کے روزوں کی قضا علی الفور واجب نہیں، بلکہ عیدین اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ،

تیرہ ذی الحجہ کے علاوہ بقیہ ایام میں عمر بھر کبھی بھی اس کی قضا کی جاسکتی ہے۔

(۴) رمضان کی قضا کے لیے رات سے روزے کی نیت ضروری ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۲۸-۶۳۲)

فدیہ کب واجب ہوگا؟

حنفیہ کے ہاں فدیہ کے وجوب کے لیے علت ایسا دائمی عجز ہے، جس کے ہوتے ہوئے تمام عمر اس کو روزہ ادا کرنے پر قدرت کی امید نہ رہے، چاہے یہ عجز کسی دائمی مرض کی وجہ سے ہو یا کبر سن کی وجہ سے ہو۔ عام عذر مثلاً سفر، غیر دائمی مرض اور حمل وغیرہ سے فدیہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ شیخ فانی یا دائمی مریض بھی اگر روزے رکھنے پر قادر ہو جائے تو قدرت والے ایام کے بقدر اس کا فدیہ باطل ہو جائے گا اور وہ ان روزوں کی قضا لائے گا۔

(بدائع الصنائع: ۲/۶۳۱، مراقی الفلاح مع الطحاوی، فصل فی العوارض: ص ۵۶۷)

فدیہ کی مقدار اور طریقہ کار:

فدیہ کی مقدار خود قرآن مجید میں موجود ہے کہ فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۴) اگر تملیک (فقیر کو مالک بنانا) چاہے تو ہر روزے کے بدلے صدقۃ الفطر کی مقدار (نصف صاع یعنی پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو، کشمش یا کھجور یا ان کی قیمت) ادا کرے۔ یہ ادائیگی رمضان کے اول میں بھی ہو سکتی ہے اور رمضان کے آخر میں بھی، اسی طرح تمام فدیہ کسی ایک فقیر کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر اباحت (خوراک سامنے رکھ کر سیر ہونے تک کھلانا) چاہے تو ایک فقیر کو دن میں دو مرتبہ خوب سیر ہو کر کھلانا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ سالن وغیرہ میں عرف کا خیال رکھا جائے۔

ایک شخص ایک روز میں جتنا بھی کھائے، جتنی مرتبہ بھی کھائے؛ ایک ہی فدیہ شمار ہوگا۔ جو شخص فدیہ دینے پر بھی قادر نہ ہو تو وہ استغفار کرتا رہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۱۶، مراقی الفلاح: ص ۵۶۷، ۵۵۲)

رمضان کے روزے کا کفارہ:

کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ چونکہ موجودہ دور میں غلامی کا تصور ختم ہو گیا ہے، اس لیے دو ماہ مسلسل روزے رکھنے ہوں گے، تاہم ان روزوں میں حیض کے علاوہ باقی کسی بھی عذر کی وجہ سے افطار کرنا جائز نہیں، لہذا اگر ان دو مہینوں کے درمیان عیدین یا ایام تشریق بھی آگئے تو از سر نو دو ماہ روزے رکھنے ہوں گے۔ حیض ختم ہونے کے فوراً بعد گزشتہ روزوں سے اتصال ضروری ہے۔

روزہ توڑنے کے لیے شرعی اعذار

مفتی عاطف شاہ

فقہاء کرام نے فرض، واجب اور نفل ہر ایک روزہ کے توڑنے کے لیے مخصوص اعذار ذکر کیے ہیں، جن کی موجودگی میں روزہ توڑنا جائز ہو جاتا ہے اور بعد میں اس کی قضا لائی جاتی ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱).....مرض:

اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے جان جانے یا کسی عضو یا کسی صلاحیت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑنا واجب ہے۔ اگر بیماری بڑھ جانے یا صحت یابی کا انتظار طویل ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بھی افطار کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص فی الحال صحت مند ہو، لیکن روزہ رکھنے کی وجہ سے بیمار پڑ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو وہ بھی بیمار کے حکم میں ہے، البتہ اس کے لیے ذاتی تجربے اور مہارت یا کسی عقل مند، تجربہ کار اور دین دار طبیب و ڈاکٹر کی رائے بھی ضروری ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۰۹، الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۰۷)

(۲).....سفر:

سفر سے مراد کم سے کم شرعی سفر کی مقدار (78 کلومیٹر) ہے، چاہے یہ سفر کسی دینی کام کے لیے ہو یا کسی جائز دنیوی کام کے لیے، اور یا کسی گناہ و معصیت کے لیے؛ بہر صورت عذر شمار ہوگا۔ تاہم یاد رہے کہ مسافر سے مراد وہ شخص ہے، جس نے طلوع فجر سے پہلے ہی سفر شروع کیا ہو، اگر قیام کی حالت میں روزہ رکھا اور پھر سفر شروع کیا تو افطار کرنا جائز نہیں، البتہ اگر سفر شروع کرنے کے بعد افطار کیا تو صرف قضا لازم ہوگی، لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ہی افطار کیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

حنفیہ کے ہاں سفر میں روزہ رکھنا عزیمت یعنی اصل حکم ہے، لہذا اگر روزہ رکھنے میں زیادہ مشقت نہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۱۰-۶۱۳، الہندیہ: ۱/۲۰۶، ۲۰۷، مراقی الفلاح: ص ۵۶۳، ۵۶۵)

(۳).....اکراہ یعنی جبر:

اگر کسی صحت مند اور مقیم شخص پر رمضان کا روزہ توڑنے کے لیے جبر اور زبردستی کی جائے اور اسے

اپنے قتل یا سخت نقصان کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو تو اس کے لیے افطار کرنا مریض ہے، البتہ عزیمت پر عمل کرتے ہوئے روزہ رکھنا افضل ہے، اگرچہ اس کو قتل یا زخمی کر دیا جائے۔ اور اگر کسی مریض یا مسافر پر روزہ توڑنے کے لیے زبردستی کی جائے تو اس کے لیے رخصت پر عمل کرنا اور روزہ توڑنا واجب ہے۔

(۴)..... حبل اور ارضاع یعنی حمل اور بچے کو دودھ پلانا :

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اگر اپنے آپ یا اپنے بچے کے بارے میں روزہ رکھنے سے نقصان کا اندیشہ رکھتی ہو تو اس کے لیے بھی افطار کرنا جائز ہے، اگر کسی سخت نقصان کا یقین ہو تو پھر روزہ توڑنا واجب ہے۔

(۵)..... حیض و نفاس :

جس عورت کو حیض و نفاس میں سے کوئی عذر پیش آئے تو اس کے لیے روزہ توڑنا واجب ہے۔ حیض آنے کے مقررہ دن جب تک حیض نہ آئے، افطارنا جائز ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۲۳، ۶۱۴)

(۶) جوع اور عطش شدید یعنی سخت بھوک اور پیاس :

بھوک و پیاس کی اتنی شدت کہ جان جانے کا اندیشہ ہو یا دماغی توازن متاثر ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے لیے بھی روزہ توڑنا جائز ہے۔

(۷)..... شیخ فانی یعنی بڑھا دیا اور کبر سنی :

اتنا بڑھا دیا کہ روزہ رکھنے کی قوت نہ رہے اور روز بروز صحت گھٹتی ہی جائے تو ایسے بوڑھے مرد اور عورت کے لیے افطار کرنا جائز ہے اور اگر صحت مندی اور قوت واپس آنے کی امید نہ ہو تو ہر روزہ کے بدلے فدیہ ادا کرے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۶۱۶، الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۰۷)

نفلی روزہ توڑنے کے لیے اعدا:

حنفیہ کے ہاں نفلی روزہ بلا عذر توڑنا مکروہ ہے، تاہم حنفیہ کے ہاں نفلی روزہ توڑنے کے اعدا کافی عام ہیں۔ ضیافت اور مہمان نوازی کی صورت میں مہمان و میزبان ہر ایک کے لیے افطار کی اجازت ہے۔ اسی طرح اگر ماں باپ یا بھائی بہن وغیرہ کا تقاضا روزہ افطار کرنے کا ہو اور ان کی ناراضگی کا اندیشہ ہو تو بھی افطار کرنا جائز ہے، تاہم علامہ طحاوی کا کہنا ہے کہ جس شخص کو قضا لانے کا یقین ہو تو وہ شخص ان اعدا کی وجہ سے افطار کر سکتا ہے، ہر کسی کو اجازت نہیں۔ (مراتی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی: ص ۵۶۸، ۵۶۹)

﴿سلسلہ احکام رمضان﴾

تراویح کی فضیلت اور احکام

مفتی ابو محمد عثمانی

رمضان کا مہینہ بلاشبہ امت محمدیہ کے لیے سرا سب باعث خیر و برکت ہوتا ہے، جس میں روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر خاص و عام کو دوسری عبادات میں بھی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی اس مہینے میں عبادات پر خصوصی توجہ فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی عبادت کا شوق دلاتے، جس کی واضح دلیل رمضان کی بعض راتوں میں صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ان کو باجماعت نماز تراویح پڑھانا ہے۔ چونکہ طبعی طور پر انسان دوسرے لوگوں کو دیکھ کر ایک خاص ماحول میں کسی بڑے کام کی انجام دہی کو بھی ہلکا سمجھتا ہے، اس لیے رمضان جیسے مقدس مہینے کی عظمت اور اس کی برکات کو سمیٹنے کے لیے رات کے وقت نماز تراویح میں جماعت کو سنت قرار دیا گیا، تاکہ مسلمانوں کو اس مقدس مہینے میں عبادت کے لیے ایک قوی محرک اور سبب مہیا ہو سکے۔

تراویح کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

تراویح ”ترویج“ کی جمع ہے جو راحت سے ماخوذ ہے۔ چونکہ اس نماز میں ہر چار رکعت پر استراحت اور وقفہ کیا جاتا ہے، اس لیے اس کو نماز تراویح کہتے ہیں۔ چونکہ نماز خود بھی آخرت میں راحت کا ذریعہ ہے، اس وجہ سے بھی اس کو تراویح کہنا درست ہے۔ اصطلاح فقہ میں حنفیہ کے ہاں ”رمضان کی راتوں میں دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعتوں کی ادائیگی“ کا نام تراویح ہے۔ (مراتی الفلاح: ۳۳۳، ۳۳۴، بدائع الصنائع: ۲/۲۷۷)

تراویح کی مشروعیت:

تراویح کی مشروعیت نبی کریم ﷺ کے قول و فعل ہر ایک سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”تم پر رمضان کا روزہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے اور میں اس کا قیام، یعنی صلوٰۃ تراویح تمہارے لیے سنت قرار دیتا ہوں“۔ (اصحیح للبخاری، کتاب الحجۃ: ۱/۱۲۵، ۱۲۶)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بذات خود دو تین رات مسلسل صحابہؓ کو باجماعت صلوٰۃ تراویح پڑھائی، تاہم اس ڈر سے اس کو چھوڑ دیا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ (حوالہ سابقہ)

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری رمضان کا واقعہ ہے، جس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دوسرے سال لوگوں کو ایک امام کے پیچھے بیس رکعت پڑھنے پر جمع کر دیا، جس پر حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ نے موافقت اختیار کی۔ (مراتی الفلاح: ۳۳۴، ۳۳۵، الموسومۃ الفقہیۃ: ۱۳۹/۲۷)

تراویح کا حکم:

تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا سنت مؤکدہ ہونا جس طرح حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی موافقت سے ثابت ہے، اسی طرح خود نبی کریم ﷺ کے قول و فعل سے بھی اس کا سنت ہونا ثابت ہے۔ (مراتی الفلاح مع الطحاوی: ۳۳۴، ۳۳۵، الدر المختار مع رد المحتار: ۴/۲۹۳)

تراویح کی رکعتوں کی تعداد:

جمہور فقہائے کرام (حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ) کے ہاں تراویح کی نماز دس تسلیمات کے ساتھ کل بیس رکعتیں ہیں۔ اسی تعداد پر حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ کی امامت میں لوگوں کو جمع کیا تھا اور اسی پر صحابہ کرامؓ کی موافقت بھی رہی۔ اگر کسی نے ایک ہی سلام کے ساتھ تمام تراویح پڑھ لیں اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ میں بیٹھ گیا تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائیں گی، البتہ اگر ہر دو رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو تمام بیس رکعات صرف دو رکعتیں شمار کی جائیں گی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۷-۲۷۸، الدر المختار مع رد المحتار: ۴/۲۹۳)

تراویح کے جواز اور استحباب کا وقت:

حنفیہ کے راجح قول کے مطابق تراویح کا وقت عشا کی نماز پڑھنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اس کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے۔ عشا کی سنتوں کی طرح تراویح بھی عشا کی نماز کی تابع ہیں، لہذا عشا کی نماز سے پہلے تراویح ادا کرنا درست نہیں، اگرچہ عشا کا وقت داخل ہو۔ جہاں تک وتر کی بات ہے تو تراویح کی نماز پر اس کی تقدیم و تاخیر کا کوئی اثر نہیں، لہذا اگر عشا کی نماز پڑھنے کے بعد کسی شخص سے تراویح کی بعض یا تمام رکعتیں فوت ہو گئیں اور اس دوران امام وتر کے لیے کھڑا ہو گیا تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ کر جماعت کا ثواب حاصل کر لے اور بعد میں رہ جانے والی تراویح پڑھ لے۔ عام حالات میں وتر کو تراویح سے مؤخر کرنا افضل ہے۔ ایک تہائی شب یا نصف شب سے کچھ پہلے تک تراویح مؤخر کرنا مستحب ہے۔ نصف شب سے مؤخر کرنا بھی بلا کراہت درست ہے، اس لیے کہ تراویح ”صلاة اللیل“ میں سے ہے اور اس میں تاخیر افضل ہے،

بشرطیکہ فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ (بدائع: ۲/۲۷۵، الدر المختار: ۲/۲۹۳-۲۹۵، مراقی الفلاح: ۳۳۶)

تراویح کی جماعت کا حکم:

تراویح باجماعت پڑھنے کو علامہ مرغینائی نے سنتِ عین قرار دیا ہے، یعنی ہر شخص کے لیے باجماعت پڑھنا مستقل سنت ہے، تاہم علامہ ہسکلی، شامی، عالمگیری اور صدر الشہید وغیرہ نے تراویح کی جماعت کو سنت کفائی قرار دیا ہے، اس لیے کہ بعض صحابہ کرام اور تابعین سے تراویح کی نماز اکیلے پڑھنا بھی ثابت ہے۔ جماعت کے ساتھ پڑھنا اگرچہ افضل ہے، تاہم اگر کوئی شخص جماعت کے لیے حاضر نہ ہو سکے تو اس پر نہ تو کوئی ملامت ہے اور نہ ہی وہ تارکِ سنت کہلائے گا، البتہ اگر کوئی شخص لوگوں کی نظروں میں مقتدی اور پیشوا کی حیثیت رکھتا ہو تو ایسے شخص کے لیے جماعت چھوڑنا مناسب نہیں۔ اسی طرح اگر کسی جگہ کے تمام لوگ تراویح کی نماز اکیلے پڑھ لیں تو سنت چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۹۵، مراقی الفلاح: ۳۳۵، ۳۳۶، ہندیہ: ۱/۱۱۶)

تراویح کی نماز کو گھر میں باجماعت پڑھنے کا حکم:

جن نمازوں میں جماعت کو سنت قرار دیا گیا ہے، ان سب کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ ان کو مسجد کے اندر باجماعت ادا کر لیا جائے۔ اگر کوئی شخص ان کو گھر میں باجماعت ادا کر لے تو جماعت کی فضیلت تول جائے گی، لیکن مسجد کے اندر جماعت پڑھنے سے جو فضیلتیں مل رہی تھیں، مثلاً: تکثیر جماعت، اعتکاف کا ثواب، مسجد کی فضیلت، شعائر اسلام کا برملا اظہار اور لوگوں کو ترغیب دلانے کے ثواب سے محروم رہ جائے گا۔ (حوالہ بالا)

نماز تراویح کی سنتیں:

- (۱) جماعت کے ساتھ ادا کرنا (۲) مسجد میں ادا کرنا
- (۳) ادا کرتے وقت تراویح، قیامِ رمضان یا سنتِ وقت کی نیت کرے۔ صرف نماز یا نفل کا ارادہ کافی نہیں، کیونکہ یہ ایک مستقل نماز ہے۔ تمام بیس رکعت کے لیے ایک بار نیت بھی کافی ہے، اس لیے کہ تمام رکعات ایک ہی نماز کے درجے میں ہیں۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۵، فتاویٰ قاضی خان: ۱/۲۳۶، ۲۳۷)
- (۴) ہر رکعت میں دس آیات پڑھی جائیں، کیونکہ پورے ماہ میں کل چھ سو رکعت تراویح ادا کی جاتی ہیں اور آیات قرآنی چھ ہزار سے کچھ زیادہ ہیں تو اس طرح بہ سہولت پورے ماہ میں ایک ختم ہو سکے گا۔ علامہ کا سائی

فرماتے ہیں کہ امام مقتدیوں کے شوق و رغبت کو دیکھ کر قرأت کرے، اس لیے کہ مقتدیوں کی رعایت رکھنے سے تکثیر جماعت کا فائدہ حاصل ہوگا۔ شیخین کے ہاں تمام رکعتوں میں برابر برابر تلاوت کرنا افضل ہے جب کہ امام محمدؒ کے ہاں پہلی رکعت میں نسبتاً زیادہ تلاوت افضل ہے۔ تمام ترویجات میں برابر تلاوت کرنا بھی افضل ہے۔

(۵) ہر دو رکعتوں کو الگ الگ سلام کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۶، ۲۷۷)

(۶) اگر دو امام ہوں تو مستحب یہ ہے کہ ایک امام ایک ترویج، یعنی چار رکعت مکمل کر کے دوسرے امام کو موقع دے۔ ایک امام کے لیے فرض پڑھانا اور دوسرے کے لیے ترویج پڑھانا بلا کراہت جائز ہے۔ حضرت عمرؓ اور ابی بن کعبؓ کی عام عادت ایسی ہی تھی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۸، ہندیہ: ۱/۱۱۶)

(۷) ترویج کو کھڑے ہو کر ادا کرنا سنت ہے۔ بلا عذر بیٹھ کر ادا کرنا جائز ہے، البتہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ (۸) امام ہر چار رکعات کے بعد ان چار رکعات کے بقدر آرام کرے، جس میں تسبیح و تہلیل، درود شریف اور تہنما پڑھنے کی اجازت ہے۔ اہل مکہ ہر ترویج کے درمیان مکمل طواف کرتے تھے، جبکہ اہل مدینہ ہر ترویج میں چار رکعت نفل پڑھ لیتے تھے، لہذا اہل مدینہ کے ہاں ترویج کی بیس رکعات ان چار ترویجات کی وجہ سے ۳۶ تک پہنچ جاتی تھیں۔ امام مالکؒ اسی کے قائل ہیں۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۸، قاضی خان: ۱/۲۳۵)

چند متفرق مسائل :

- (۱) نابالغ بچے کی امامت ترویج میں ناجائز ہے۔ اگرچہ عقل مند اور باشعور ہو۔ (ہندیہ: ۱/۱۱۶، ۱۱۷)
- (۲) ترویج فوت ہو جائے تو اس کی قضا نہیں کی جائے گی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۷۸)
- (۳) رمضان میں وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا گھر میں تنہا پڑھنے سے افضل ہے۔ (ہندیہ: ۱/۱۱۷)
- (۴) ترویج میں ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے، لہذا قوم کی سستی کی وجہ سے اس کو چھوڑنا مناسب نہیں۔ بعض مشائخ نے اس بات کو زیادہ بہتر سمجھا ہے کہ ستائیس رمضان کو قرآن مجید ختم کر دیا جائے۔ اسی کے پیش نظر انہوں نے اپنے مصاحف ۵۴۰ رکوع پر تقسیم کر لیے تھے۔ (ہندیہ: ۱/۱۱۷، ۱۱۸، مرقی الفلاح: ۳۳۷)
- (۵) اگر تمام لوگ عشا کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکیں تو ان کے لیے ترویج میں جماعت کرنا درست نہیں، تاہم اگر کوئی ایک شخص تنہا فرض کی جماعت سے رہ جائے تو وہ فرض نماز تنہا ادا کرنے کے بعد باجماعت ترویج میں شریک ہو جائے۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۹۹)

صبر کیسے پیدا ہوتا ہے؟

(تینتیسویں قسط)

مولانا ابو محمد حسان شاہ

مؤیداتِ صبر:

پائی ہوئی نعمتوں کا تذکرہ:

اگر آدمی پر کوئی مشکل آئے تو صبر کرنا چاہیے۔

بلا از دست دوست عطا است و از عطا ناکیدن خطا است

بلا و دوست کے ہاتھوں سے ملے تو عطا ہوتی ہے اور عطا کے اوپر نالہ شکوہ کرنا یہ خطا ہوتی ہے۔

لہذا اگر اللہ رب العزت کی طرف سے کچھ اس قسم کے حالات آجائیں تو جزع و فزع کرنے کی

ضرورت نہیں ہوتی۔

کچھ اس کا لطف اہل محبت سے پوچھیے شان جلال بھی انہیں شان جمال ہے

اللہ رب العزت کے جلال میں بھی اللہ تعالیٰ کا جمال پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس ایسے مشکل حالات میں

آدمی کو اچھے دنوں کو یاد کرنا چاہیے، جن میں اللہ تعالیٰ نے اس پر عنایتیں کی ہوتی ہیں اور یہ خیال کرنا چاہیے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے وہ دن دکھائے تھے اور گزر گئے تو یہ دن باقی نہیں رہیں گے، یقیناً اچھے حالات نصیب ہوں

گے۔ اس سے بھی آدمی کو صبر اور تسلی حاصل ہوتی ہے۔

سورہ الم نشرح میں یہی طریقہ نبی کریم ﷺ کی تسلی کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ کو جو دشواری بھی پیش آئے گی اس کے

پہلو بہ پہلو فیروز مندی بھی ہوگی، بشرطیکہ آپ عزم و جزم کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہونے کا حوصلہ کریں۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾﴾ (الم نشرح)

فرمایا: جب تم اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھ رہے ہو تو اس کی سنت پر اطمینان رکھو کہ اس نے

”یُسْر“ کا دامن ”عُسْر“ کے ساتھ باندھ رکھا ہے، یعنی آسانی ظاہر تو ہوگی ضرور، لیکن آزمائش کے دور سے گزرنے کے بعد۔ اور بتلایا گیا کہ ”عُسْر اور ”یُسْر“ دونوں اس دنیا میں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک گھائی کسی نے پار کر لی تو یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ بس اب کسی گھائی سے اس کو سابقہ نہیں پیش آتا ہے اور ان تمام گھائیوں کا عبور کرنے کا حوصلہ بھی قائم رکھے، اس جہاں میں ہر مسافر کو شیب و فراز سے سابقہ پیش آتا ہے۔ اور اُن سے گزرنے کے بعد ہی کوئی رہرو منزل مقصود پر پہنچتا ہے اور جب کوئی راہ کی رکاوٹوں کے باوجود ہمت نہیں ہارتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے یہ ضمانت ضروری ہے کہ ان کے لیے ہر مشکل کے بعد آسانی پیدا کرے گا، جس کی وجہ سے سفر کے لیے مزید عزم و حوصلہ حاصل کر لیں گے اور آخر کار منزل مطلوب پر پہنچ جائیں گے۔

معارف القرآن میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

”یہاں تین نعمتوں کا ذکر ہے: شرح صدر، وضع وزر اور رفع ذکر۔ ان تینوں کو تین جملوں

میں ذکر فرمایا ہے اور سب میں فعل اور مفعول کے درمیان ایک حرف ”لک“ یا ”عنک“ لایا

گیا ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت اور خاص عظمت کی طرف اشارہ ہے۔“

مزید لکھتے ہیں کہ:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾﴾ (الم نشرح)

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جس کلمہ کے شروع میں الف لام ہوتا ہے، جس کو اصطلاح میں لام تعریف کہتے ہیں۔ اگر کسی کلمہ کو الف لام ہی کے ساتھ مکرر لایا جائے تو اس کا مصداق وہی ہوتا ہے جو پہلے کلمے کا تھا اور اگر بغیر لام تعریف کے مکرر لایا جائے تو دونوں کے مصداق الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس آیت میں ”العسر“ جب مکرر لایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس سے وہ پہلا ہی ”عسر“ مراد ہے کوئی نیا عسر مراد نہیں اور لفظ ”یسر“ دونوں جگہ بغیر الف لام کے لایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا ”یسر“ پہلے ”یسر“ کے علاوہ ہے۔ تو اس آیت میں ”﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ کے تکرار سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایک ہی عسر و مشکل کے لیے دو آسانیوں کا وعدہ ہے اور دو سے مراد بھی خاص دو کا عدد نہیں بلکہ متعدد ہونا مراد ہے یعنی ایک تنگی اور مشکل کے ساتھ بہت سی آسانیاں آجاتی ہیں۔

تو یہاں تنگی کے اوپر بندہ جب صبر کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے بدلے آسانی عطا فرمایا کرتے ہیں، لہذا صبر کے لیے اس میں تائید ہے اور پائی ہوئی نعمتوں کے تذکرے سے ہمیں صبر اور تسلی حاصل

ہوتی ہے۔

آخرت پر ایمان :

صبر پیدا کرنے والے امور میں یہ بھی ہے کہ آدمی کا ایمان آخرت پر پختہ اور یقین کی حد تک ہونا چاہیے۔ آخرت پر ایمان صبر پیدا کرنے والے امور میں سب سے بڑا امر ہے۔ آخرت کا عقیدہ ہمیں وہ نظر عطا کرتا ہے، جس میں ہم چیزوں کو ایک اور ہی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں، یعنی اس نگاہ سے کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے، یہ نظریہ کئی کاموں سے ہمیں روکتا ہے اور کئی کاموں پر ابھارتا ہے، اسی طرح ہمیں آزمائش کو قدرے آسان کرتا ہے۔ آخرت کو نہ ماننے والا جہاں رو رہا ہوتا ہے آخرت کو ماننے والا وہاں سے کامیابی کے راستے ڈھونڈ رہا ہوتا ہے، اس کی نظر اگلے منافعوں پر ہوتی ہے، جبکہ آخرت کے منکر کی نگاہ وقتی فائدوں پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ جادو گروں کا اللہ اور آخرت پر مضبوط ایمان لانا اور فرعون کے مظالم اور تکالیف پر صبر کرنا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمَّا رَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ﴾ (طہ: ۷۰)

ترجمہ: ہم موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔

فرعون کا دھمکی دینا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا وَصِيلَتُمْ فِي جُلُوعِ النَّخْلِ﴾ (طہ: ۷۱)

یعنی فرعون کہہ رہا ہے کہ میں آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور پھانسی پر چڑھا دوں گا۔ لیکن اس

کے باوجود ان سب کے زبانوں سے نکلتا ہے:

﴿فَسَأَلُوا لَنْ نُؤْتِيكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾

(طہ: ۷۲)

یعنی تیرے بس میں جو کچھ ہے وہ کر لے، ہمیں معلوم ہے کہ تیرا بس صرف اس دنیا میں ہی چل سکتا ہے، جبکہ ہم جس پروردگار پر ایمان لائے ہیں، اس کی حکمرانی تو دنیا و آخرت دونوں جگہوں پر ہے اور مرنے کے بعد ہم تیری حکمرانی اور تیرے ظلم و ستم سے توفیق جائیں گے۔ رب العالمین پر ایمان لانے کے بعد ایک مومن کی زندگی میں جو عظیم انقلاب آنا چاہیے، دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دائمی زندگی پر جس طرح یقین ہونا

چاہیے اور پھر اس عقیدہ و ایمان کی وجہ سے جو تکلیفیں آئیں، انہیں جس حوصلہ اور صبر و عزم و استقامت سے برداشت کرنا چاہیے؛ جا دو گروں نے اس کا ایک بہترین نمونہ پیش کیا کہ اللہ پر ایمان لانے سے قبل کس طرح وہ فرعون سے انعامات اور دنیاوی جاہ و منصب کے طالب تھے، لیکن ایمان لانے کے بعد کوئی ترغیب و تحریص انہیں متزلزل کر سکی نہ تشدید و تعذیب کی دھمکیاں انہیں ایمان سے منحرف کرنے میں کامیاب ہو سکیں اور آخری زندگی کو ترجیح دی اور تکالیف پر صبر و برداشت کرنے کا عزم کیا۔

ابدیتِ آخرت:

اصل میں آخرت ایک ابدی بادشاہی کا نام ہے، جس میں نعمتوں کو زوال نہیں ہے جو مل گیا ہمیشہ کے لیے مل گیا۔ وہاں اہل جنت کے لیے کوئی رنج، دکھ، مصیبت یا پریشانی نہیں ہوگی، بلکہ ہر وقت اور ہر طرف مسرت، راحت اور امن و سلامتی ہوگی۔ جنت میں موت نہیں آئے گی، بلکہ ابدی زندگی ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّهُمْ عَذَابَ

الْحَبِيمِ﴾ ﴿٥٦﴾ (دخان)

تو ایک مسلمان ہونے کے ناطے ان ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے صبر کرنا آسان ہوتا ہے اور یہ مسلمان دنیا میں ان تکالیف اور پریشانیوں کو برداشت کرتا ہے، کیونکہ اہل جنت کو آخرت میں جنت کی زندگی میں کسی قسم کی محنت یا مشقت نہیں کرنی پڑے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ ﴿٤٨﴾ (الحجر)

اہل جنت کو جنت میں کسی قسم کی تھکان نہ ہوگی اور نہ ہی وہ اس سے نکالے جائیں گے۔

تو ایسے دائمی اور مستقل ٹھکانے کے لیے یہاں تکالیف پر صبر کرنا اور اس کے حصول کے لیے کوشش

کرنا آسان ہوتا ہے۔ اور جب دنیا میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپ آخرت میں اس صبر کے بدلے اپنے اہل خانہ کے ساتھ کٹھے کر دیئے جائیں گے تو پھر کیا کہنا۔ درحقیقت جنت تمہارے صبر کا بدلہ ہے۔

ملاحظہ کیجیے! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿جَنَّتْ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

﴿٢٤﴾ (الرعد)

ابدی جنتوں میں جنتی لوگ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے آباء و اجداد، ان کی بیویوں اور اولاد میں جو نیک ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے سے فرشتے اہل جنت کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ”سلامتی ہو تم پر، یہ جنت تمہارے صبر (جو دنیا میں تم نے کیا ہے) کا بدلہ ہے۔ پس آخرت کا گھر تمہیں مبارک ہو۔

آخرت میں اہل جنت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ختم ہونے والی عطا ہوگی، چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿٥٤﴾ (ص)

ترجمہ: یہ وہ چیزیں ہیں، جنہیں حساب کے دن عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، ہماری یہ عطا کبھی ختم نہ ہوگی۔

میرے محترم بھائیو! دنیا میں معمولی کام کے لیے سخت گرمی میں قطاروں میں کھڑا ہونا، معمولی سی اجرت حاصل کرنے کے لیے تکالیف برداشت کرنا اور ان تکالیف پر صبر کرنا..... شب و روز تم اس کا مشاہدہ کر رہے ہو..... اور اس کے نتیجے میں ”عطا“ بھی ختم ہونے والی عطا ہے تو آخرت میں ختم نہ ہونے والی عطا کے لیے کیسے تکالیف برداشت نہیں کریں گے۔ ضرور ان مصائب دنیا اور تکالیف پر صبر کریں تاکہ آخرت میں ختم نہ ہونے والی عطا نصیب ہو جائے۔

مطالعہ قرآن :

قرآن مجید کا مطالعہ کرنا اور اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لینا بھی حصول صبر کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ دل کی صفائی اور بصیرت افزائی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے علم صفات باری تعالیٰ حاصل ہوتا ہے اور اسی سے وہ نور بصیرت ملتا ہے، جس سے ہمیں صبر و استقامت کے حصول میں رہنمائی ملے گی۔ قرآن مجید میں تعلیم کتاب و حکمت اور تلاوت آیات کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تزکیہ نفس ہی وہ چیز ہے جس سے نیکیاں دلوں میں گھر کرتی ہیں اور برائیاں رخصت ہوتی ہیں۔

(جاری ہے.....)

﴿بیانات جمعہ﴾

وہ اعذار جن کی وجہ سے آپ روزہ نہ رکھیں!

مفتی غلام اللہ صاحب

امام و خطیب: جامع مسجد بلال کلفٹن کراچی

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم، قال الله تبارك وتعالى:
﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَىٰ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مَسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ﴾ ﴿١٨٤﴾

ترجمہ: پھر اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں، وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر (روزے کا) فدیہ ادا کریں۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم کو سمجھ ہو تو روزے رکھنے میں تمہارے لیے زیادہ بہتری ہے۔

گزشتہ درس میں آپ کو روزے کی فرضیت کے بارے میں بتایا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرة: ١٨٣)

تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

یعنی اگرچہ اس امت اور گزشتہ امتوں کے روزوں کی کیفیت اور مقدار میں فرق تھا، لیکن نفسِ فرضیت میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ جس طرح اس امت پر روزے فرض ہیں، اسی طرح پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔ اور پھر روزوں کی فرضیت کی وجہ اور غرض و غایت بھی بیان کی ہے کہ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ”تا کہ تم پر ہیبت گار بن جاؤ“۔ نیز آپ ﷺ کی تعلیمات اور تمام عبادات کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے۔

روزہ توڑنے یا نہ رکھنے کے لیے شرعی اعذار کا بیان :

شریعت نے روزہ فرض کیا ہے، لیکن روزہ میں اعذار کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ اگر کسی کو کوئی معقول عذر ہو تو شریعت نے ایسے شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔ تو آج میں آپ کے سامنے وہ اعذار بتانا چاہتا ہوں، جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ان اعذار میں سے بعض کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں موجود ہے۔ بہر حال مفسرین اور فقہاء کرام نے درج ذیل چند اعذار بیان کیے ہیں:

پہلا عذر (حمل):

اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے بچے (حمل) کو یا خود اس حاملہ عورت کو کوئی خطرہ لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو شریعت نے ایسی عورت کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے، البتہ بعد میں وہ عورت اس کی قضا کرے گی۔

دوسرا عذر (رضاع):

رضاع (دودھ پلانا) بھی ایک عذر ہے۔ ایک عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے (اپنا بچہ ہو یا کسی اور کا، مفت میں پلاتی ہو یا اجرت پر)، اگر ایسی عورت روزہ رکھے گی تو بچے کی جان کو خطرہ ہے یعنی بچے کے لیے دودھ نہ آنے کا خطرہ ہے، جس کی وجہ سے بچہ بھوکا مر جائے گا یا شدید تکلیف لاحق ہوگی۔ تو ایسی عورت کے لیے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اس صورت میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس کی قضا لائے۔

تیسرا عذر (شدید بھوک / پیاس):

اس سے مراد وہ بھوک و پیاس نہیں جو عام طور پر روزہ دار کو محسوس ہوتی ہے، بلکہ شدید قسم کی بھوک و پیاس مراد ہے۔ یعنی وہ بھوک و پیاس جو برداشت سے باہر ہو اور اس سے بندہ کے ہوش و حواس یا جسم پر شدید منفی اثرات مرتب ہونے کا قوی خطرہ ہو، تو یہ بھی ایک عذر ہے۔ پس اس صورت میں بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔

چوتھا عذر (حیض و نفاس):

اسی طرح حیض و نفاس والی عورت کو بھی شریعت نے اجازت دی ہے کہ روزے نہ رکھے، بلکہ بعد میں اس کی قضا کرے، البتہ نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ یاد رہے کہ حیض و نفاس والی عورت کے لیے روزہ رکھنا

حرام ہے، اگرچہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتی ہو۔

بچے کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں، اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم از کم مدت کی کوئی حد مقرر نہیں، بلکہ ایک گھڑی بھی ہو سکتی ہے۔ پس اگر ایک عورت کا بچہ پیدا ہو گیا اور ایک دن بعد اس کا خون بند ہو گیا تو نفاس ختم شمار ہوگا، چالیس دن تک انتظار نہیں کرے گی، بلکہ غسل کر کے روزے بھی رکھے گی اور نمازیں بھی پڑھے گی۔ یہ جو مشہور ہے کہ عورت چالیس دن تک رکی رہے گی، چنانچہ بعض عورتیں پاک ہو جاتی ہیں، لیکن جہالت کی وجہ سے روزے بھی نہیں رکھتیں اور نمازیں بھی نہیں پڑھتیں، یہ غلط ہے، بلکہ پاک ہو جانے کے بعد (چاہے دس دن کے بعد پاک ہو گئی ہو یا کم و بیش دنوں میں) وہ نماز بھی پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی۔ بہر حال حیض اور نفاس والی عورت بھی روزہ نہ رکھے گی۔ یہ بھی اعذار میں سے ایک عذر ہے۔

پانچواں عذر (مرض):

مذکورہ بالا آیت ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا﴾ میں ایک عذر ”مرض“ ذکر کیا گیا ہے۔

پس تم میں سے جو مریض ہو اور مرض سے مراد شدید مرض ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو کسی اور مرض میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے یا صحت یابی میں دیر ہو جانے کا خدشہ ہو یعنی بیماری لمبی ہو جاتی ہے تو اس صورت میں شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔

چھٹا عذر (سفر):

﴿أَوْ عَلَى سَفَرٍ﴾

یعنی مذکورہ بالا آیت میں ایک اور عذر ”سفر“ ذکر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص سفر شرعی پر ہو اور سفر شرعی کی مقدار حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ نیز امام اعظمؒ نے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے کہ کم از کم تین منزل کا سفر ہو اور منزل وہ ہے جسے پیدل آدمی یا اونٹ معمول کے رفتار سے صبح سے لے کر دوپہر تک طے کرتا ہو۔ نیز علماء نے میلوں میں تین منزل کا اندازہ اڑتالیس (48) میل (۸۷ کلومیٹر) لکھا ہے۔ اگر کوئی سفر ختم کر کے منزل پر جا پہنچے تو اگر وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو، تب تو وہ سفر کے حکم میں ہے اور اگر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کا قصد ہو تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

لہذا سفر میں چاہے مشقت ہو یا نہ ہو (جیسا کہ آج کل عام طور پر سفر میں سہولیات ہوتی ہیں) دونوں صورتوں میں آپ قصر کریں گے یعنی چار رکعتوں والی نماز (ظہر، عصر اور عشاء) کو دو رکعات پڑھیں گے۔ دوران سفر نماز پوری پڑھنا گناہ ہے، کیونکہ یہ شریعت کی خلاف ورزی ہے، البتہ فجر، مغرب اور وتر کی نماز مکمل پڑھیں گے، نیز فجر کی سنتوں کی اہمیت زیادہ ہے، لہذا ان کو بھی ساتھ ملائیں گے۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ دوران سفر نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ ولی بننے کی کوشش کرتے ہیں اور پوری نماز پڑھ لیتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

یہ تو ہوگئی نماز کی بات، اب آگے روزے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اگر مسافر یا آسانی روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھنا اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر سفر میں مشقت ہو اور با آسانی روزہ نہیں رکھ سکتا تو نہ رکھے، بلکہ بعد میں اس کی قضا کر لے۔

ساتواں عذر (شیخ فانی وغیرہ):

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾

اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں، وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر فدیہ ادا کریں۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور اس کے بدلے فدیہ ادا کرے۔ آیت کا مطلب یہ نہیں، بلکہ جو لوگ طاقت رکھتے ہیں، ان کو روزہ رکھنا ہوگا، یہ جو کرکٹ اور مختلف کھیلوں والے کرتے ہیں کہ کھیل کود کی وجہ سے روزہ چھوڑتے ہیں۔ یہ غلط ہے، یہ فدیہ نہیں دے سکتے۔ ان کا یہ کوئی عذر نہیں۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ نے یہاں پر لکھا ہے کہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ﴾ میں یہاں پر ”لا“ محذوف ہے۔ یعنی آیت اس طرح ہوگی ﴿وَعَلَى الَّذِينَ لَا يُطِيقُونَهِ﴾ یعنی جس کو روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو۔ یعنی شیخ فانی اور عجزہ فانیہ (بہت زیادہ بوڑھا مرد اور بہت زیادہ بوڑھی عورت)۔ پس شیخ فانی اور عجزہ فانیہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دیں۔ لہذا روزہ نہ رکھنے کی ایک عذر شیخ فانی ہونا ہے۔ ایک تفسیر تو یہ ہوگئی اس آیت کی۔

دوسری تفسیر اس کی یہ لکھی ہے کہ ابتدائی دور میں جو روزہ فرض ہوا تو لوگوں کو اس مشقت سے مانوس

کرنے کے لیے اجازت دی کہ چلو اگر چہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے، لیکن فدیہ دے دیا کرو، البتہ جب یہ آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ نازل ہوئی تو پھر ما قبل فدیہ والا حکم منسوخ ہو گیا اور روزہ رکھنا فرض اور لازمی ہو گیا۔

فدیہ کی مقدار:

صدقہ فطر کے بقدر ایک روزہ کے فدیہ کی مقدار ہے۔ اسی طرح اگر کھانا کھلانا چاہتے ہو تو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام دو مرتبہ کھانا کھلاؤ۔ یہ ایک روزے کا فدیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وہ غصے سے مرے گا اور میں خوشی سے مروں گا

گذشتہ زمانے میں بغداد میں دو آدمی تھے جو ایک دوسرے سے حسد کرتے، سلطنت اور جاہ و منصب کے لینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے، ان میں سے ایک کسی منصب پر فائز تھا، جبکہ دوسرا منصب سے باہر اور معمولی ملازم تھا، عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس کے ہاتھ میں حکومت کی باگ دوڑ تھی اور عہدوں کی تقسیم کا اختیار تھا، وہ ان دونوں سے نفرت کرتا اور تمنا کرتا کہ یہ دونوں اپنے عہدوں سے سبکدوش ہو جائیں۔ ایک دن دوسرا آدمی جس کے ہاتھ میں حکومت کا کوئی عہدہ نہیں تھا وہ حاکم کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے امیر! میں جانتا ہوں تم مجھ سے نفرت کرتے ہو جیسا کہ تم اس سے نفرت کرتے ہو جو مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک ایسا حیلہ بتاتا ہوں جس سے آپ دونوں سے چھٹکارا پالیں گے۔“ حاکم نے کہا: ”وہ کونسا حیلہ ہے؟“ اس نے کہا: ”آپ اُسے معزول کر دیں اور اس کی جگہ مجھے رکھ لیں، وہ غصے سے مر جائے گا اور میں خوشی سے مر جاؤں گا۔“

(لطائف و نوادر: ص: 290)

﴿بیان جمعہ﴾

اپنے معاملات کو درست کریں!

مفتی غلام اللہ صاحب

امام و خطیب: جامع مسجد بلال کلفٹن کراچی

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده ، أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، بسم الله الرحمن الرحيم ، قال الله تبارك وتعالى :

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا نِ أَنْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّزُقِينَ﴾ (الجمعة : ١١)

وقال النبي ﷺ: " قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كِفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ". (مشكوة المصابيح ، كتاب الرقاق : ص: ٤٤٠)

اللہ رب العزت کے حمد و ثنا کے بعد جو آیت اور حدیث آپ حضرات کے سامنے پڑھی، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سائیں محترم! اسلام کی بنیادی چیزوں میں سے ایک چیز ”معاملات“ بھی ہے یعنی جس طرح اعتقادات، عبادات، معاشرت و اخلاقیات اسلام کے بنیادی امور ہیں، اسی طرح معاملات بھی ہیں۔ تو ہمارے معاملات ایسے ہونے چاہیے جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں، اگر معاملات میں حلال و حرام کی تمیز نہ ہو تو پھر یہ معاملات قرآن و سنت کے مخالف ہوں گے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

”تُحَدُّوا مَا حَلَّ وَ دَعُّوا مَا حَرَّمَ“.

ترجمہ: جو چیز حلال ہے اُسے لے لو اور جو چیز حرام ہے اُسے چھوڑو۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

”الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ

لِدَيْبِهِ وَعَرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يُرْعَى حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ. أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمَىً أَلَا وَإِنَّ لِلَّهِ مَحَارِمَهُ، أَلَا وَإِنَّ
فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ
أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ. (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب
الحلال: ص: ۲۴۱)

ترجمہ: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں، جن
کو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو مشتبہ چیزوں سے بچا، اُس نے اپنا دین اور اپنی عزت کو پاک
کر لیا، جو شبہات میں پڑا، حرام میں واقع ہوا۔ جیسے چرواہا چراگاہ کے قریب چراتا ہے،
قریب ہے کہ اس میں جانور چریں۔ خبردار! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہے، خبردار! اللہ تعالیٰ کی
چراگاہ اس کی حرام چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست
ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے، اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار! وہ دل
ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

”دَعُ مَا يُرِيكَ إِلَى مَا لَا يُرِيكَ فَإِنَّ الصَّدَقَ طَمَئِنَةٌ وَإِنَّ الْكُذْبَ رِيْبَةٌ.“

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال: ص: ۲۴۲)

ترجمہ: جو چیز تجھ کو شک میں ڈالتی ہے، اس کو چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کر جو شک میں نہیں ڈالتی،
اس لیے کہ سچائی دل کے اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ تردد اور شک کا باعث ہے۔

سامعین کرام! قرآن و حدیث نے آپ کو حلال بھی بتا دیا اور حرام بھی، اور جس چیز پر نہ حلت کا حکم
ہو اور نہ حرمت کا، وہ مشتبہ ہے، اُسے چھوڑ دو۔ جس نے مشتبہات کو چھوڑ دیا، اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔
لہذا جس چیز کا حکم معلوم نہ ہو تو دارالافتا سے رجوع کرو، اگر حلال کا فتویٰ دیں تو وہ کام کرو اور اگر حرام کا فتویٰ
دیں تو اُسے چھوڑ دو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہمارے معاملات درست ہوں تو ہماری عبادات کا بھی اعتبار ہوگا، ورنہ

اگر ہمارے معاملات ٹھیک نہ ہوں تو پھر ہماری عبادت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”اَطْلُبُوا الرِّزْقَ فِي حَبَايَا الْأَرْضِ“

ترجمہ: رزق کو تلاش کرو زمین کے کونے کونے میں۔“

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ ”رِزَّاق“ (رزق دینے والے) ہیں۔ اور ہر ایک کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ گھر میں بیٹھ جائیں اور اللہ اللہ کرتے رہیں اور کوئی سبب اختیار نہ کریں، بلکہ کوئی نہ کوئی پیشہ اور سبب اختیار کرنا پڑے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پیشوں میں سب سے بہترین پیشہ جہاد کا ہے“، کیونکہ جہاد عبادت بھی ہے اور اس میں آپ کو مال غنیمت بھی ملتا ہے جو سب سے پاکیزہ مال شمار ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر تجارت کا پیشہ ہے، کیونکہ عموماً لوگ اسی تجارت کے ذریعے اپنی تمام تر ضروریات کا بندوبست کرتے ہیں۔ تیسرے نمبر پر زراعت کا پیشہ ہے اور چوتھے نمبر پر صنعت کا پیشہ ہے۔

تو کاروبار، تجارت اور رزق کی تلاش عبادت بھی ہے اور معاملہ بھی۔ مگر یہ معاملہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تجارت ولین دین میں جھوٹ بولیں یا ہمارے معاملات سود پر مشتمل ہوں، ہاں منافع لے سکتے ہیں، مگر حد سے زیادہ منافع لینا ناپسند ہے، مثلاً ایک چیز کی بازاری قیمت 100 روپے ہے تو آپ اس پر دس یا بیس روپے منافع لے کر فروخت کر سکتے ہو، لیکن حد سے زیادہ منافع لینا کہ وہی چیز آپ دو سو روپے میں بیچ دیں، یہ منافع مروّت کے خلاف ہے اور اسے ناپسند قرار دیا گیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

”التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين“

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملة، ص: ۲۴۳)

ترجمہ: سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ رزق کو روکا جاتا ہے چار اسباب کی وجہ سے،

وہ چار اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) پہلا سبب: نوم صبیحة :

”نَوْمُ الصَّبْحَةِ يَمْنَعُ الرِّزْقَ“. (الترغيب والترهيب: ۵۱۶/۲)

نوم صبیحہ (یعنی صبح کے وقت سونا)۔ جو صبح کے وقت سوتا ہے اس کی روزی روک دی جاتی ہے، رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا“.

(الترمذی، أبواب البيوع، باب ما جاء في التبكير بالتجارة)

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے صبح میں برکت عطا فرما۔

صبح کا وقت چونکہ برکت کا وقت ہوتا ہے، لہذا جب آپ صبح کی نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو معمولات یعنی تلاوت، ذکر و اذکار سے فارغ ہونے کے بعد کاروبار کی طرف جائیں، لیکن ہمارے یہاں الٹی گنگا بہتی ہے، ہم دوپہر گیارہ بارہ بجے اٹھتے ہیں اور پوری رات جاگتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَاسًا﴾ (۱۰) ﴿وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (۱۱) ﴿النبأ﴾

ترجمہ: رات کو ہم نے سکون کے لیے بنایا اور دن کو روزی تلاش کرنے کے لیے۔

(۲) دوسرا سبب: فلتتِ صلوة :

یعنی رزق روکنے کا دوسرا سبب صلوة کی کمی ہے۔ صلوة کی کئی معانی ہیں: دعاء، استغفار، ارکان مخصوصہ یعنی نماز۔ تو جو صبح کی نماز نہیں پڑھتا، اس کی روزی روک دی جاتی ہے۔ اسی طرح جو استغفار نہیں کرتا تو اس کی روزی بھی روک دی جاتی ہے۔ کیونکہ استغفار کی وجہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا﴾ (۱۰) ﴿يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

مِدْرَارًا﴾ (۱۱) ﴿نوح﴾

ترجمہ: چنانچہ میں نے کہا کہ: اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو، یقیناً جانو وہ بہت بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔

لہذا جب آپ استغفار کریں گے تو آسمان سے بارش نازل ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد کی نعمت سے نواز دیں گے، آپ کو مال عطا کرے گا، آپ کے کاروبار میں برکت ہوگی۔

اسی طرح جو دعا نہیں کرتا تو اس کی روزی روک دی جاتی ہے۔

(۳) تیسرا سبب : کسل (سستی) :

اللہ کے نبی ﷺ نے سستی سے پناہ مانگی ہے۔ فرمایا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ“.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور عاجز ہونے اور سستی پیدا ہونے۔

تو آپ کے معاملات سستی کے بغیر معمول کے مطابق ہونے چاہیے۔ جب آپ سستی چھوڑ دیں گے تو آپ چست رہیں گے۔ اسی طرح آپ فجر کی نماز کی بھرپور کوشش کریں، کیونکہ فجر کی نماز سے منافق ہی پیچھے رہ سکتا ہے، یعنی جو شخص فجر کی نماز نہیں پڑھتا، وہ عملاً منافق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھا سبب : خیانت :

امانت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ جس معاملہ میں کسی نے آپ پر اعتماد کیا تو یہ امانت ہے۔ اگر کسی نے آپ کے پاس مال و دولت رکھا تو یہ بھی امانت ہے۔ اسی طرح تمام عبادات امانت کے زمرے میں آتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

”لا إيمان لمن لا أمانة له“.

ترجمہ: یعنی اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت کی پاسداری نہیں کرتا۔ (یعنی امانت میں خیانت کرتا ہے)۔

تو یہ چار اسباب تھے روزی روک دینے کے، ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے معاملات میں جھوٹ، دھوکہ، خیانت اور سود وغیرہ سے مکمل اجتناب کر کے انہیں قرآن و سنت کے مطابق بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ایصالِ ثواب کا جواز اور عدم جواز

مولانا محمد عثمان

ایصالِ ثواب اپنے کسی نیک عمل کا ثواب مردے کو بخشنے کا نام ہے۔ اسلامی عقائد میں سے یہ ایک اہم اور محرکہ الراء عقیدہ ہے۔ پچھلے ادوار میں بھی اس کو بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا جاتا رہا اور آج تک ایسا ہی آتا چلا آرہا ہے۔

اس کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ایک نفسِ ایصالِ ثواب کا مسئلہ ہے کہ آیا زندوں کے اعمال کا ثواب مردوں کو بخشنے سے ان کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟ دوسرا مسئلہ ایصالِ ثواب کی نوعیت اور صورت سے متعلق ہے کہ کن کن اعمال کا ایصالِ درست ہے اور کن کا درست نہیں؟ یہ دو الگ الگ مسئلے ہیں، ان کو ایک شمار کرنا اور ایک دوسرے میں خلط ملط کرنا درست نہیں، کیونکہ پہلے مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ اور معتزلہ کا اختلاف ہے، معتزلہ ایصالِ ثواب کے منکر ہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں بالاتفاق جائز ہے۔ جب کہ دوسرے مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے۔

پہلا مسئلہ: (نفسِ ایصالِ ثواب کا ثبوت):

یہ بات واضح ہے کہ اصل اجر و ثواب تو ہر انسان کو اپنے عمل کا ہی ملتا ہے، جیسا کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے ﴿ان لیس للانسان الا ما سعی﴾ (النجم) (بے شک ہر انسان کو اپنی ہی سعی و کوشش کام آئے گی)، لیکن یہ اللہ جل شانہ کا خاص فضل و احسان اور اپنے بندوں کے ساتھ رحم و شفقت ہے کہ ایک شخص کا عمل دوسرے کے لیے مقبول اور لائق اجر و ثواب ہو جاتا ہے، جس کا فائدہ مردے کو پہنچتا ہے اور اسی پر اہل سنت والجماعۃ کا اتفاق ہے، جب کہ معتزلہ جو کہ عقل پرستوں کا ایک گمراہ فرقہ ہے، ان کا کہنا ہے کہ عبادات کا ثواب سوائے عابد کے کسی اور کو نہیں ملتا، خواہ وہ بدنی عبادات کے قبیل سے ہوں یا مالی عبادات کے قبیل سے۔ یہ فرقہ دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں: ﴿ان لیس للانسان الا ما سعی﴾ کہتے ہیں کہ اس آیت

میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ آدمی کو صرف اپنے اعمال اور محنت کا فائدہ ہوگا، دوسرے کی محنت کا اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ سے اگرچہ ان کا یہ استدلال بظاہر درست معلوم ہوتا ہے، لیکن دیگر نصوص قطعاً اور تعامل صحابہ کو اگر دیکھا جائے تو اس آیت کا یہ مطلب مراد لینا درست نہیں بنتا، اس لیے کہ پھر اس آیت کا دیگر نصوص کے ساتھ تعارض آئے گا، اسی وجہ سے علمائے مفسرین و فقہائے کرام نے اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔

(1)..... ﴿ان لیس لانسان الا ماسعی﴾ سے مراد کافر ہے کہ کافر کو غیر کی سعی اور محنت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا، جہاں تک مومن ہے تو اس کو اپنی اور غیر کی سعی دونوں کا فائدہ ہوگا، لہذا یہ آیت مومن کے حق میں نفی نہیں کرتا۔

(2)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے منسوخ ہے ﴿والذین آمنوا واتبعتهم ذریعتهم بایمان الحقناہم ذریعتهم﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی پیروی کی تو ملا دیا ہم نے ان سے ان کی اولاد کو)، یعنی اولاد کے اعمال والدین کے اعمال میں ڈال دیے گئے۔

(3)..... ایک مومن جب کسی دوسرے مومن بھائی کے لیے کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس کا ثواب اس کو بخشتا ہے، جس کا اس کو فائدہ ہوتا ہے تو یہ درحقیقت اس کو اپنی ہی سعی کی وجہ سے ہو رہا ہے، کیونکہ اگر وہ ایمان نہ لاتا تو اس کو ہرگز یہ ثواب نہ پہنچتا، کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لیے ایمان کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سوادنوں کو ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، جس میں سے پچاس اونٹ اس کے بیٹے ہشام نے ذبح کر دیے، اس کے دوسرے بیٹے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا کہ بقیہ پچاس میں ان کی طرف سے ذبح کر دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کے والد نے توحید کا اقرار کیا ہو تو پھر آپ کے روزے اور صدقے کا ثواب اس کو ملے گا۔

(4)..... یہ آیت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی ملت کے ساتھ خاص ہے۔

(5)..... اس آیت میں ”لانسان“ کے لام کا معنی عربی گرامر کے اعتبار سے ملک اور وجوب آتا ہے اور

آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے لیے اپنی سعی اور محنت کے ثمرہ کا ملنا واجب ہے تو اس آیت میں بحث و جواب کے اعتبار سے ہے، نہ کہ استجاب کے اعتبار سے، لہذا غیر کے عمل کے فائدہ مند ہونے کی یہ آیت منافی نہیں، کیونکہ ہم غیر کی محنت کو اس کے لیے واجب نہیں قرار دیتے، بلکہ صرف جائز اور مستحب خیال کرتے ہیں۔
(روح المعانی: 27/93- تفسیر قرطبی: 17/101- فتح القدر: 3/132)

خلاصہ کلام یہ کہ اس آیت سے معتزلہ کا استدلال کرنا بالکل بے ہودہ اور بے کار ہے۔

ایصال ثواب کے ثبوت پر اہل السنۃ والجماعۃ کے دلائل:

ایصال ثواب کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے:

کتاب اللہ:

(1)..... ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (الحشر: 10)

ترجمہ: جو لوگ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر چکے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا پہلے گزرے ہوئے مسلمانوں کے لیے دعا کرنے کی تعریف بیان کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس عمل سے پچھلے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے، ورنہ پھر تعریف کا کوئی مطلب نہ ہوتا۔

(2)..... ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (نوح: 28)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مؤمن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں، ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجیے۔

(3)..... ﴿وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (الشوری: 5)

ترجمہ: اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے معافی مانگتے

ہیں۔

(4)..... ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ (المومن: 7)

ترجمہ: اور جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گردا گرد ہیں، وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(5)..... ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتُنِي صَغِيرًا﴾ (الاسراء: 24)

ترجمہ: اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمائیے، جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا اور پرورش کی ہے۔
ان تمام آیات سے اتنی بات فی الجملہ ثابت ہوتی ہے کہ آدمی کو غیر کے عمل سے نفع حاصل ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ:

(1)..... أن سعد بن عبادہ رضي الله عنه توفيت أمه وهو غائب عنها، فقال: يا رسول الله! إن أمي توفيت وأنا غائب عنها أينفعها شئى إن تصدقت به عنها؟ قال: نعم، قال: فإني أشهدك أن حاططى المخراف صدقة عليها. (صحیح البخاری، کتاب الوصایا: 1/386)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ وفات پا گئی، جب کہ وہ گھر میں موجود نہ تھے، فرمایا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور میں گھر پر نہیں تھا تو اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو اس کا فائدہ ان کو ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے کچھوروں کا وہ باغ اس پر صدقہ ہے۔

(2)..... أن رجلاً أتى النبی ﷺ فقال: يا رسول الله! إن أمي اقتتلت نفسها ولم توص وأظننها لو تكلمت تصدقت أفلها أجر إن تصدقت عنها؟ قال:

نعم. (بخاری، کتاب الجنائز)

ترجمہ: ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ماں فوت ہوئی ہے اور کوئی وصیت نہیں کی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کچھ بہتی تو صدقہ کرتی تو آیا ان کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

(3)..... وأخرج أيضاً عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إذا تصدق أحدكم بصدقة تطوعاً فليجعلها عن أبيه فيكون لهما أجرها ولا ينتقص من أجره شيئاً. (شرح الصدور، باب ما ينفع الميت في قبره: 300)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی نفلی صدقہ کرنا چاہے تو اس کو اپنے والدین کی طرف سے کرنا چاہیے تو ان دونوں کو بھی اس کا اجر ہوگا اور اس کے اپنے اجر سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔

(4)..... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: يتبع الرجل يوم القيامة من الحسنات أمثال الجبال فيقول أنى هذا؟ فيقال باستغفار ولدك لك. (شرح الصدور، رقم الحديث: 20)

(ترجمہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ کے ساتھ پہاڑوں جتنی نیکیاں ہوں گی، وہ پوچھے گا اتنی نیکیاں کہاں سے؟ تو اسے کہا جائے گا کہ آپ کے بیٹے کی آپ کے لیے استغفار کی بدولت۔

اجماع امت:

نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک امت بلا کسی اختلاف کے مردوں پر نماز جنازہ پڑھتی اور دعا کرتی آرہی ہے، جب کہ یہ اس کا اپنا عمل نہیں، بلکہ غیر کا عمل ہے اور اس سے مردے کو نفع ہوتا ہے کسی کو اس سے عملی اختلاف نہیں۔

غرض معتزلہ کا ایصال ثواب سے انکار کرنا مردود اور فاسد ہے، اس لیے کہ صریح نصوص اور اجماع امت کے مخالف ہے۔

دوسرا مسئلہ: (ایصال ثواب کی نوعیت کے حوالے سے):

اہل السنۃ والجماعۃ کا ایصال ثواب کے برحق ہونے پر اتفاق کے باوجود اس کی صورت اور نوعیت میں کچھ اختلاف ہے۔ جمہور اہل السنۃ کے ہاں تمام اعمال صالحہ نافلہ کے ذریعے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے اور ان کا ثواب ان کو پہنچتا ہے، جب کہ امام شافعیؒ کے ہاں عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، صرف دعا و صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔

ان کی دلیل بھی یہی آیت کریمہ ﴿ان لیس للانسان الا ما سعی﴾ ہے، وہ اس کو عام مانتے ہیں، البتہ اعمال بدنیہ کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا، کیونکہ یہ نہ ان کا کسب ہے اور نہ ان کا عمل۔ نیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے بھی ثابت نہیں ہے اور نہ آپ ﷺ نے اس کی طرف اپنی امت کی راہ نمائی کی ہے تو اگر یہ بہتر ہوتا تو وہ سب سے پہلے کرتے۔

جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے دلائل:

علامہ ابن الہمام نے فتح القدر میں باب الحج عن الغیر کے تحت اس مسئلے کو خوب بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور بہت ساری ایسی روایات پیش کی ہیں جو کہ نفس ایصال کے اعتبار سے معتزلہ اور نوعیت کے اعتبار سے شوافع کے خلاف ہیں، جن میں سے چند کو پہلے مسئلے کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

(1)..... أن رجلا سألہ ﷺ فقال: كان لى أبوان أبرهما حال حیاتهما فكيف

لى بعد موتهما؟ فقال له ﷺ: "إن من البر بعد الموت أن تصلى لهما مع

صلاتك، و تصوم لهما مع صيامك. (فتح القدير: 3/132، رشیدیہ)

(ترجمہ) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے والدین تھے۔ زندگی

میں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا تھا، اب مرنے کے بعد کس طرح ان سے نیکی کروں؟ تو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موت کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی

(نفل) نماز پڑھا کریں اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے بھی روزے رکھا کریں۔

(2)..... عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرءُوا يس على

مَوْتَاكُمْ. (مشکوٰۃ المصابیح: 141/1)

(ترجمہ) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

(3)..... وأخرج أبو محمد السمرقندي في فضائل "قل هو الله احد" عن علي مرفوعاً: من مر على المقابر وقرأ "قل هو الله احد" احدى عشرة مرة ثم وهب أجره لئلا يموت أعطي من الأجر بعدد الأموات. (شرح الصدور، باب ما ينفع الميت في قبره، رقم الحديث: 4- ص 302)

(ترجمہ): ﴿قل هو اللہ احد﴾ کے فضائل میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بندہ قبرستان پر سے گزرتا ہے اور ﴿قل هو اللہ احد﴾ گیارہ مرتبہ پڑھتا ہے پھر اس کا اجر و ثواب مردوں کو بخش دیتا ہے تو اس بندے کو مردوں کے شمار کے مطابق اجر ملتا ہے۔

اسی طرح بہت ساری روایات ہیں، جن کا قدر مشترک یہی ہے کہ بندہ اپنے نیک اعمال کا فائدہ دوسروں کو پہنچاتا ہے تو ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔

توجیح الراجع:

ان جیسی متعدد روایات کو دیکھ کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس حوالے سے حضرات جمہور اہل سنت کا قول راجح ہے۔ نیز بعض شوافع خود اعمال بدنیہ کے ذریعے ایصالِ ثواب کے قائل ہیں، جیسا کہ امام نووی شافعیؒ نے کتاب الاذکار صفحہ 147 میں لکھا ہے:

”و يستحب أن يقعد عند الفراغ ساعة قدر ما ينحدر جزورا ويقسم لحمها و يشغل القاعدون بتلاوة القرآن والدعاء للميت“.

ترجمہ: (تدفین کے بعد مستحب یہ ہے کہ قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھا رہے، جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لیے دعائیں مشغول ہوں۔

اس سے تین صفحات آگے لکھتے ہیں:

”و يستحب للزائر الإكثار من قراءة القرآن والذكر والدعاء لأهل تلك المقبرة و سائر الموتى والمسلمين أجمعين“.

ترجمہ: مستحب ہے قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کو کثرت سے کرے اور صاحب قبر کے ساتھ تمام مردوں اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔
امام نوویؒ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب فقہ نے خود قرآن کے ذریعے ایصالِ ثواب کی صراحت کی ہے، اگرچہ مشہور یہی ہے کہ وہ اس کے قائل نہیں ہیں۔
نیز علامہ دہبۃ الزوہلی جو کہ مذاہب اربعہ سے خوب واقفیت رکھتے ہیں، وہ بھی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مذاہب اربعہ میں معتمد یہ ہے کہ تلاوت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے:

”والمعتمد في المذاهب الأربعة أن ثواب القراءة يصل إلى الأموات؛ لأنه هبة ودعاء بالقرآن الذي تنزل الرحمات عند تلاوته، وقد ثبت في السنة النبوية وصول الدعاء والصدقة للميت وذلك مجمع عليه“۔ (التفسير المنير: 14/140)

خلاصہ کلام یہ کہ تمام نیک اعمال کا ثواب مردوں کو بخشا جائز اور درست ہے اور اس پر امت کا تعامل چلا آرہا ہے، لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ تمام امور آزادانہ طور پر ہوں، کسی وقت کے ساتھ موقت نہ ہوں، اس پر اجرت نہ لی جاتی ہو اور اس میں دیگر قباحتیں اور مخصوص شکل و صورت کا التزام بھی نہ پایا جاتا ہو۔

ملفوظات امام احمد بن حنبلؒ

صاحبزادہ عبداللہ کو ایک دن نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے!
ہمیشہ نیکی کی نیت رکھو اور جب تک تمہاری نیت نیکی کی ہے تم نیکی ہی میں سمجھے جاؤ گے۔
(ائمہ اربعہ کے دربار میں: ص: 105)

دارالافتاء

مفتی حمید اللہ جان

0333-9133080

اپنے مسائل کا جواب پوچھنے کے لیے آپ ماہنامہ ندائے حسن کے ڈاک پتے یا ای میل پر سوال بھیج سکتے ہیں۔
سوال پوچھنے میں یہ خیال رکھیں کہ وہ مفید اور قابل اشاعت ہونے کے ساتھ ساتھ مسلکی طور پر اختلافی نہ ہو۔

کمپنی کے ملازم یا وکیل کا کمپنی پر مال بیچنا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی افغانستان سے کونلڈ کی سپلائی کا کام کرتا ہے۔ کسٹم اور بارڈر سے اس کو خود کلیئر کرتا ہے اور پاکستان لاکر مختلف کمپنیوں پر اس کو فروخت کرتا ہے۔ ان سے پیسے لے کر کونلڈ کمپنی کو دیتا ہے۔ درمیان میں ان کا اپنا کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔ اب یہ سپلائر ایک کمپنی کے سیل نیجر کو کہتا ہے کہ آپ میرے ساتھ اس کاروبار میں شریک ہو جاؤ۔ سیل نیجر نے کہا کہ یہ رشوت میں آتا ہے، کیونکہ میں اس کمپنی میں کام کرتا ہوں اور کمپنی سے تنخواہ لیتا ہوں۔ اب جب میں ان کو یہ مال نفع کے ساتھ فروخت کروں گا تو یہ درست نہ ہوگا، اس لیے تم کوئی اور راستہ تلاش کرو۔ اس سپلائر نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے میں آپ کے لیے کوئی اور سپلائر تلاش کر لوں گا جو تم پر اعتماد کر کے مال تمہیں فراہم کرے گا۔ سیل نیجر نے کہا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے، اس طرح ہم ایک الگ دفتر تعمیر کر کے کام شروع کریں گے اور اپنی ایک کمپنی چلائیں گے۔ ایک پارٹنر میں ہوں گا اور ایک آپ، میں دفتری کام سنبھالوں گا اور یہ محنت کرے گا۔ اب اس کا کہنا کہ آیا ایسا پارٹنرشپ قائم کرنا ہمارے لیے شرعاً جائز ہے کہ میں اس کے ساتھ تھوڑا کام شروع کر دوں اور جب کام ترقی کرے تو پھر میں کمپنی سے الگ ہو کر اس کو چلا دوں؟ اور ساتھ آپس میں یہ دو شرائط طے کیں:

(۱): اس کمپنی پر بھی مال فروخت کر سکیں گے جس میں سیل نیجر کام کرتا ہے اور اس کے علاوہ دوسری کمپنیوں پر بھی

فروخت کر سکتے ہیں۔

(۲): اس کے علاوہ ہم دیگر کاروبار بھی پارٹنرشپ کے طور پر کریں گے، مثلاً یہ کہ ہم یہاں سے میڈیسن لے کر افغانستان میں مختلف میڈیکل سٹوروں کو دیں گے اور ان سے پیسے لے کر یہاں کی کمپنیوں کو دیں گے۔

الجواب وباللہ التوفیق:

ہر ایسی شرکت جس میں شرکاء کے پاس مال تو نہ ہو، لیکن اپنی وجاہت و کاروباری ساکھ کی بنیاد پر لوگوں سے مال لے کر آگے فروخت کرتے ہوں، اس کو شرکت وجوہ یا شرکت ذم کہا جاتا ہے جو کہ ایک جائز معاملہ ہے اور اس میں دیگر شرکت کی اقسام کی طرح نفع کا تناسب معلوم ہونا ضروری ہے، خواہ وہ ادھار واپس کرنے کی ذمہ داری کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہو یا اس سے مختلف ہو۔

صورت مسئولہ میں جس طریقہ کار کا ذکر کیا گیا ہے یہ بھی شرکت وجوہ ہی کی ایک قسم ہے، کیونکہ اس میں دونوں شریکوں کا اپنا کوئی مال نہیں ہوتا، بلکہ وہاں افغانستان سے ادھار مال لے کر یہاں پاکستان میں فروخت کرتے ہیں اور ان کمپنیوں سے پیسے لے کر کوئلہ کمپنی کو ادا کرتے ہیں۔ لیکن دوران ملازمت اس کا اپنا پارٹنرشپ والا مال اس کمپنی پر فروخت کرنا درست نہیں جس میں یہ سیل نیچر کے طور پر ملازم ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ دوران ملازمت کمپنی کی طرف سے خرید و فروخت کر نہیں ایک قسم کا وکیل ہے اور وکیل کے لیے اپنے مال کو خریدنا جائز نہیں۔ البتہ اس کے علاوہ کمپنیوں پر جائز ہے۔ ہاں ملازمت چھوڑنے کے بعد پارٹنرشپ کرنے کی صورت میں اس کمپنی پر بھی مال فروخت کر سکتے ہیں اور ان کے علاوہ اور کمپنیوں پر بھی فروخت کر سکتے ہیں۔ نیز اس کے علاوہ یہ دوسرے کاروبار میں بھی اسی طرح پارٹنرشپ کر سکتے ہیں جیسا کہ سوال میں میڈیسن کا ذکر کیا گیا ہے۔

البتہ اگر یہ ملازمت اور پارٹنرشپ دونوں کو برقرار رکھنا چاہتا ہو تو پھر اس کی متبادل یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جس وقت یہ اپنا پارٹنرشپ والا مال اس کمپنی کے لیے لیتا ہو جس میں یہ ملازم ہے تو اپنا مال کمپنی کے لیے خریدنے کی صورت میں خود اس وقت کمپنی کی طرف سے وکیل بن کر اس کو طے نہ کریں..... اگرچہ اس کا کام یہی ہے..... بلکہ براہ راست کمپنی کے مالک سے طے کریں یا کسی دوسرے سیل نیچر سے طے کریں تو اس صورت میں کمپنی کا مالک یا اس کا دوسرا سیل نیچر مشتری اور یہ خود بائع بن جائے گا۔ اس طرح کسی قسم کی تہمت بھی نہ رہے

گی اور اس کا ایک وقت میں مطالب اور مطالب ہونا بھی لازم نہ آئے گا اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ اپنے پارٹنرشپ والا مال کسی دوسرے پرفروخت کرے اور پھر اس سے کمپنی کے لیے خریدے تو اس طرح ان کے پارٹنرشپ والا مال بھی نکل جائے گا اور اس کمپنی کو مال بھی جائز طریقے سے پہنچ جائے گا۔

والدلیل علی ذلک:

(وَأما) الشركة بالوجوه: فهو أن يشتركا وليس لهما مال، لكن لهما وجاهة عند الناس فيقولوا: اشتركا على أن نشترى بالنسيئة، ونبيع بالنقد، على أن ما رزق الله سبحانه وتعالى من ربح فهو بيننا على شرط كذا. وسمى هذا النوع شركة الوجوه؛ لأنه لا يباع بالنسيئة إلا الوجيه من الناس عادة أنه سمي بذلك؛ لأن كل واحد منهما يواجه صاحبه ينتظران من يبيعهما بالنسيئة۔

(بدائع الصنائع، كتاب الشركة: 74/5، رشدية)

الوكيل بالشراء لا يملك الشراء من نفسه؛ لأن الحقوق في باب الشراء ترجع إلى الوكيل، فيؤدى إلى الإحالة: وهو أن يكون الشخص الواحد في زمان واحد مسلما ومتسلما مطالبيا ومطالبيا؛ ولأنه متهم في الشراء من نفسه۔

بدائع الصنائع، كتاب الوكالة، فصل في حكم التوكيل: 448/7، دارالكتب العلميه)

ملفوظات امام اعظمؒ

فرمایا: مجھے ان لوگوں پر بہت حیرانی ہوتی ہے، جو دین کے بارے میں محض اندازہ سے بات کرتے ہیں۔ (ائمہ اربعہ کے دربار میں: جس: ۱۴)

اعلان داخلہ

جامعہ حسن چارسدہ میں تعلیمی سال نمبر 13 کے لیے داخلے کے نظام الاوقات کا اعلان کیا گیا ہے۔ لہذا طلبہ کرام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نظام الاوقات کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جامعہ میں اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لائیں۔

شیڈول داخلہ

14 / مئی 2022ء بروز ہفتہ (12 شوال غالباً)	قدیم طلبہ کے لیے تجدید داخلہ:
11 / مئی تا 19 / مئی (بدھ تا گلا جمعرات)	جدید طلبہ کے لیے حصول داخلہ فارم:
19 / مئی بروز جمعرات صبح 9 بجے	داخلہ ٹیسٹ برائے تمام درجات:
21 / مئی بروز ہفتہ بعد از ظہر	نتائج کا اعلان:
22 / مئی بروز اتوار صبح 8 بجے	انٹرویو درجہ اولیٰ تا دورہ حدیث:
23 / مئی بروز پیر صبح 9 بجے	انٹرویو شعبہ تخصص فی الفقہ:
24 / مئی بروز منگل صبح 9 بجے	شعبہ حفظ (مقیم) ٹیسٹ و انٹرویو:
24 / مئی بروز منگل بعد از عصر	حاضری قدیم و جدید طلبہ:
25 / مئی بروز بدھ (23 شوال غالباً)	افتتاح اسباق ان شاء اللہ:

از طرف: شعبہ تعلیمات جامعہ حسن چارسدہ نوشہرہ روڈ چارسدہ

رابطہ نمبر: 0346-9083548 / 0314-9697875